وفا کی رہگزر

صبا جاوید

''آئی ایم پراؤڈ آف یو مائی ڈاٹر، یو آل ویز فیل می پراؤڈ۔''

ریحان شاہ نے بہت فخر سے اس گلابی سی لڑکی کی پیشانی پر بوسہ دیا، جس کی روشن آنکھیں ذہانت کی چمک سے مزید جگمگا اٹھی تھیں، انہوں نے اسے باہنوں میں بھر کر سینے سے لگا لیا، مارے خوشی و مسرت کے اس کی بے حد سفید رنگت سرخ اناری ہوتی جارہی تھی۔

''پاپا آپ خوش ہیں نا؟'' اس نے سر اٹھا کر اپنی بڑی بڑی معصومیت سے لبریز آنکھیں پھیلا کر ریحان شاہ کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھا، گو کہ تصدیق کی ضرورت نہ تھی، ان کا ایک ایک انداز ان کی اندرونی سرشاری اور خوشی پر مہر ثبت کررہا تھا۔

''آف کورس مائی ڈیئر۔'' ریحان شاہ نے فراخدلی سے جواب دیا۔

''جانے بھی دیں ریحان، کیا یہ صرف آپ ہی کی بیٹی ہے، مجھے بھی تو اپنی بیٹی کے اس شاندار کارنامے پر اسے مبارکباد دینے دیں۔''

ان باپ بیٹی کے بے ساختہ جذبات کے اظہار میں کب سے مسکراتی عمارہ شاہ نے بڑی پیار بھری مداخلت کی، تو وہ دوڑ کر ان کے پہلو میں آبیٹھی۔

کچھ فاصلے پر کھڑی عاریش شاہ بڑی دیر سے محبت و التفات کے یہ مظاہرے دیکھ رہی تھی، اس خاندان کا بہت اہم فرد ہونے کے باوجود اسے اپنا آپ بہت غیر اہم لگ رہا تھا، انسلٹ کے احساس نے بڑی تیزی سے اسے اپنے شکنجے میں جکڑا تھا، ''شاہ پیلس'' کے در و دیوار بھی اس کے مکینوں کے ساتھ خوشیاں برسانے میں محو تھے۔

مکمل ناول

عاریش شاہ ہی اس سب سے بہت بیزار ہونے لگی تھی۔

''میری بیٹی کو کیا چاہیے، آج وہ جو مانگے گی اسے ملے گا۔'' ریحان شاہ نے بڑے شاہانہ انداز میں اسے پیشکش کی۔

''عاریش بیٹا آپ کیوں اتنی دور کھڑی ہیں، آج تو آپ بھی جو چاہیں پاپا سے لے سکتی ہیں۔'' ریحان شاہ نے عاریش کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھایا اور بہت محبت سے پوچھا۔

''پاپا سی ایس ایس میں فرسٹ پوزیشن بیا نے لی ہے میں نے نہیں جو اس کے ساتھ ساتھ میں بھی اس سارے معاملے کے حصہ دار بنوں، ایبہا شاہ کے صدقے میں مجھے کوئی شے نہیں چاہیے۔'' وہ بہت سنجیدگی سے بولی تھی، ریحان شاہ کے مسکراتے لب سکڑ گئے تھے عمارہ شاہ بھی ٹھٹک کر اس کے رویے کی سنجیدگی اور تلخی پر غور کرنے لگی تھیں۔

''یہ ایبہا کا صدقہ نہیں عاریش، میری جان یہ بات آپ نے سوچی بھی کیسے، ہمارے لئے آپ بھی اتنی ہی اہم ہیں جتنی کہ ایبہا۔'' عمارہ شاہ نے اسے بے ساختہ بانہوں میں بھرا تھا، کچھ دیر قبل ہنستا مسکراتا منظر سوگوار سی فضا کی چادر سے سایہ دار ہو گیا تھا۔

''عاریش تمہاری یہ باتیں مجھے پاپا سے زبردست سا گفٹ دلوانے میں کوئی منفی اثر نہیں ڈالیں گی، وہ تو پاپا پرڈیو ہے۔'' اپنے شوخ و چنچل رویے سے اس نے ماحول پر چھائے بوجھل پن کر کم کرنا چاہا۔

''وہ تو ہم اپنی بیٹی کو ضرور دیں گے، وہ مانگ کر تو دیکھے۔'' ایبہا شاہ کی کوشش کو ریحان شاہ نے ناکام ہونے نہیں دیا تھا۔

''پاپا جس بیٹی کو بن مانگے ہی سب کچھ مل جاتا ہو وہ مزید کس چیز کی آرزو کرے ہاں شاید زندگی کے اس سفر میں مجھے کبھی آپ سے کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے، پر اس مما پاپا آپ مجھے تب خالی ہاتھ نہیں بھیجیں گے۔'' سنہری آنکھوں میں امید کی لہریں بڑی نمایاں تھیں۔

''اتنی پیاری بیٹی کے لئے تو پاپا اپنے خون کا آخری قطرہ بھی دے دیں گے، خدا وہ وقت کبھی نہ لائے بیا جب آپ مجھ سے کچھ مانگو اور میں وہ آپ کو نہ دے پاؤں۔'' ریحان شاہ آبدیدہ ہو گئے۔

''پلیز پاپا ڈونٹ ڈو دس۔'' اس نے لاڈ سے ان کی آنکھیں اپنی نرم ہتھیلیوں سے پونچھ ڈالیں۔

''اللہ تعالیٰ ایسی ہزاروں کامیابیاں میری بیٹی کے نصیب میں لکھے خدا آپ کا بخت بلند کرے۔'' عمارہ شاہ نے اسے دل سے دعا دی، وہ شاید اس بات کا اثر زائل کرنا چاہتے تھے جو عاریش کی تلخی نے ایبہا شاہ کے دل میں پیدا کی تھی۔

اتنی محبتوں اور چاہتوں کے درمیان گھری بیٹھی وہ کوئی سلطنت کی شہزادی ہی تو لگ رہی تھی خوشیاں پانا، پاتے جانا اور پھر خوشیوں کے سفر پر گامزن رہنا جیسے اس کا حق ہو، عاریش شاہ نے اس بے حد حسین لڑکی کے مسکراتے خدوخال کو بغور دیکھا جن میں کچھ پا لینے کا غرور تھا، ہر میدان کو فتح کرنے کا فخر تھا، ہر دل پر راج کرنے کا گر تھا۔

اس کا جی چاہا تھا کہ اسے یہ سب کچھ مل جائے، یہ منظر یونہی سجا رہے بس اس میں ایک کردار بدل جائے، ایبہا شاہ کی جگہ وہ اپنی ماں کے پہلو میں سج جائے، مگر وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

''کاش تم پیدا نہ ہوئی ہوتی ایبہا، کاش میں اکیلی اس محبت اور توجہ کی حقدار ٹھہرتی۔''

ایسے کئی ''کاش'' اور اس کاش کے آگے کی کہانیاں اس کے دماغ میں رقص کرنے لگی تھیں۔

''مما...... اتنی زبردست نیوز سنائی ہے بیا نے، سیلیبریٹ تو کرنا چاہیے، میں زبردست سے ڈنر کا ارینج کرتی ہوں۔'' اپنی سوچوں سے فرار حاصل کرنے کے لئے اس نے وہاں سے ہٹ جانے میں ہی عافیت جانی تھی۔

☆☆☆

شاہ پیلس عمارہ شاہ اور ریحان شاہ کے آشیانے سے سجا ہے، جس کے در و دیوار میں ان کی دو خوبصورت اور معصوم بیٹوں کی مسکراہٹیں اور یادیں بکھری ہیں۔

شادی کے پانچ سالوں تک خدا نے ان کو اولاد جیسی نعمت سے محروم رکھا ایسے میں عاریش شاہ کے آنے کی خبر نے ان کی جامد زندگی میں نامانوس سی ہلچل پیدا کر دی، عمارہ شاہ اور ریحان شاہ کی امیدوں کا واحد مرکز عاریش شاہ تھی وہ ان کی صبح کا ستارہ تھی، اسے زندگی کے اولین دور سے ہی دوسرے بچوں سے کہیں زیادہ محبت و اہمیت ملی، ان دونوں کی محبت و چاہت نے اسے بہت چھوٹی عمر میں احساس دلا دیا کہ وہ ایک غیر معمولی بچی ہے، اس کی زبان سے کسی خواہش کا اظہار ہونے سے قبل ہی ریحان شاہ اس کی آرزو پوری کر دیتے، اس کے پاؤں زمین پر نہیں ٹکتے تھے، اس کا ٹھکانہ آسمان کی وسعتیں تھیں، عاریش شاہ بری طرح ان رویوں کی عادی ہو چکی تھی جب ایبہا شاہ کی آمد نے اس محبت کو بانٹنا شروع کر دیا، وہ دونوں اس ننھی سی پری میں مصروف ہو گئے تو ان کی بے توجہی عاریش شاہ کو بہت کھلی تھی، وہ اب بھی ویسے ہی اسے توجہ دیتے تھے مگر کچھ کمی ضرور تھی، اب جو تمام وقت عاریش شاہ کے لئے ہوتا تھا اس کی ہمہ وقت کی حصہ دار ایبہا شاہ بھی تھی، جہاں صرف عاریش شاہ کی شاپنگ کی جاتی وہاں اب ایبہا شاہ بھی تھی، جہاں صرف عاریش شاہ کی ذہانت اور خوبصورتی کے چرچے تھے وہاں ایبہا شاہ بھی موازنہ کرنے کے لئے تیار کھڑی تھی، عاریش شاہ کو یہ خوبصورت شراکت دار قطعاً پسند نہیں آیا تھا۔

ایبہا شاہ کو محفل پر چھا جانے کا ہنر آتا تھا، بچپن میں وہ نصابی سرگرمیوں کے علاوہ غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لے کر تمام ٹیچرز اور والدین کی توجہ کا مرکز بنی رہتی، تو جوانی میں اس کا شوخ و شنگ رویہ اور بلا کی حاضر جوابی حاضرین محفل کی توجہ اس سے ہٹنے نہیں دیتی تھی، وہ بہت پر اعتماد تھی۔

عاریش شاہ بھی اس سے کم نہیں تھی، خوبصورتی و ذہانت میں وہ اس کی ہم پلہ تھی مگر نجانے کیوں اس کی موجودگی ہمیشہ اسے خائف رکھتی تھی، ایبہا شاہ کو سامنے پاتے ہی وہ پس منظر میں چلی جاتی تھی اور منظر صرف ایبہا شاہ سے ہی بھر جاتا، زندگی کے ہر میدان میں اسے ایبہا شاہ خود سے ایک قدم آگے نظر آتی، اس کے اندر رنجیدگی اور ملول سا حساس جڑ پکڑ رہا تھا اور شباب کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد تک یہ احساس حسد کی صورت اختیار کر چکا تھا، اسے اس کی کسی فتح سے کوئی سروکار نہ تھا، وہ اس سے سخت متنفر اور بے زار تھی، ایبہا شاہ کا وجود اسے کسی کانٹے کی طرح چبھتا تھا، وہ اس کی مسکراہٹ نوچ لینا چاہتی تھی، اس کے خواب توڑ دینا چاہتی تھی، مگر وہ بے بس تھی۔

☆☆☆

عاریش شاہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی قد آور خوبصورتی کی انتہا کو چھوتی شخصیت کا بغور

جائزہ لے رہی تھی، لیہا شاہ سے حسد کی ایک اور کونپل نے اس کے وجود میں نشو ونما پائی تھی، پچ کلر کے لمبے ڈھیلے ڈھالے کرتے میں جس پر وائٹ امبرائیڈری دامن پر اور آستینوں پر ہوئی تھی، ڈھلکتے دوپٹے کے ہمراہ اس کا نازک وجود بہت پرکشش اور نمایاں لگ رہا تھا۔

لمبی لمبی گھنی پلکیں، سیاہ بڑی بڑی آنکھوں پر سایہ فگن تھیں، ستواں ناک اور خمیدہ لب، اس پر سرخ قندھاری رنگت وہ حسن کی ایک مورتی تھی جس کی نزاکت قیامت برپا کر رہی تھی، وہ کسی طور ابیہا شاہ سے کم نہیں تھی تو پھر اسے چھوڑ کر شازم فاروق نے لیہا شاہ کا انتخاب کیوں کیا، عاریش نے خود کو آئینے کے سامنے سے ہٹایا اور بتیاں گل کر کے سونے کی غرض سے لیٹ گئی مگر نیند کا ٹھکانہ آج آنکھوں میں نہیں تھا۔

شازم فاروق جو اس کا بچپن کا ساتھی تھا، خاندان کی سخت روایات کے باوجود اس نے اس شخص سے رشتہ قائم رکھا تھا، خاندانی اقدار کو پھلانگ کر اس دوستی کو زندہ رکھا تھا، شاہ خاندان کی عورتوں کو تو ننگے سر گھر میں گھومنے کی اجازت نہ تھی تو پھر مردوں میں میل جول دیوانے کا خواب ہی ہو سکتا ہے، اس سب کے باوجود ریحان شاہ نے اپنی دونوں بیٹیوں کو عقل وشعور کی منازل عبور کرنے اور جدید دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے کے لئے تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا، اس تمام دورانیے میں ان دونوں بہنوں نے بھی ان کے اعتماد کو بحال ہی رکھا تھا کبھی کوئی زک نہیں پہنچایا تھا، جس پر ریحان شاہ کو بہت فخر تھا۔

لیکن پھر بھی عاریش شاہ نے شازم فاروق سے رشتہ منسوب کیا تھا مگر اپنے دل کی خواہشات کا پرچار کبھی کھلے عام نہیں کیا تھا، وہ خود بھی ابھی اس قصے سے بے خبر رہنا چاہتی تھی، مگر ابیہا شاہ یہاں بھی اسے مات دینے پہنچ گئی، ایم ایس سی کیمسٹری کے فائنل ایئر کی طالبہ لیہا شاہ ایک نظر میں شازم فاروق کی نظروں میں مس پرفیکٹ کے طور پر سماگئی۔

شازم فاروق چار سال بعد امریکہ سے ہائر اسٹڈیز کے بعد پاکستان لوٹا تھا، وہ عاریش شاہ کے ملنا چاہتا تھا، جو ایم سی ایس کے بعد فارغ تھی، وہ بہانے سے لیہا کے ساتھ یونیورسٹی آگئی تھی اسے کلاس میں بھیجنے کے بعد وہ خود کینٹین میں اس مخصوص جگہ پر چلی آئی تھی جس کا شازم فاروق نے اس سے ذکر کیا تھا، بلیو جینز اور گرے لائننگ والی ٹی شرٹ میں، آنکھوں پر کا گلز چڑھائے وہ مزید جاذب ہو گیا تھا، چار سال بعد اسے اپنی نگاہوں کے سامنے پا کر عاریش شاہ کا دل تمام جذبے عیاں کرنے کو بے تاب تھا۔

”تمہیں پتہ ہے عاریش، تمہارا یہ تقدس اور جھجک میں نے ان چار سالوں میں بہت مس کیا، وہاں جا کر مجھے مشرقی عورت کے حیاء کے معصوم حسن کا اندازہ ہوا، عریاں مناظر اور بے باک نظارے میری آنکھیں جلانے لگتے تھے، بس میں نے تو اسٹڈیز کمپلیٹ ہوتے ہی بھاگنے کی۔“ بہت احترام سے اسے دیکھتے ہوئے وہ پوری سچائی سے اعتراف کر رہا تھا، جو لیمن دوپٹے کے ہالے میں نجانے کیوں سمٹتی جا رہی تھی۔

”ہم نجانے کتنے سالوں سے دوست ہیں عاریش، مگر آج تک تمہارے کسی انداز سے مجھے احساس نہیں ہوا کہ تم ہمارے مابین خوبصورت رشتے کو کسی اور رنگ سے دیکھتی ہو۔“ وہ بہت سوچ سوچ کر لفظوں کا انتخاب کر رہا تھا۔

”اس وجہ سے تم میرے لئے پہلے سے بھی زیادہ قابل احترام ہو۔“ جواباً وہ بہت کھل کر مسکرائی تھی، اندر باہر عجیب سی سرشاری سرائیت

کر رہی تھی۔

”کب سے میں ہی بولے جا رہا ہوں تم بھی کچھ بولو۔“ اچانک اس نے ٹھٹک کر کہا۔

”میں کیا بولوں، میں تو تمہاری باتیں سن رہی ہوں۔“ چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں سجا کر اس نے قدرے مطمئن ہو کر کہا۔

”ہاؤ سویٹ، آئی مسڈ دس اسمائل ایوری ٹائم۔“

”اچھا کوئی اور بات کرو، ابیہا کا لیکچر اوور ہونے والا ہے پھر ہمیں نکلنا ہو گا۔“ اس کی مسکراتی آنکھوں سے کنفیوز ہو کر اس نے جلدی سے موضوع بدلا۔

”اوہ ہاں مجھے یاد آیا، تم جس کے ساتھ آئی ہو وہ لڑکی تمہاری سسٹر ہے نا۔“

”ہاں...... مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“ عاریش شاہ نے چونک کر دریافت کیا۔

”کچھ نہیں یار! ایک بار بھی تعارف نہیں کروایا تم نے اپنی سسٹر سے۔“ وہ مصنوعی خفگی سے بولا۔

”نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں، ایکچوئلی اسے تمہارے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔“ اس نے کچھ کچھ خفت سے بتایا۔

”شی از سو پریٹی، جسٹ لائک یو۔“ اس نے ابیہا کی خوبصورتی پر تبصرہ کیا۔

”اگر تمہاری بہن کو شاہ پیلس سے چرا لوں تو کیا تم لوگوں کو کوئی اعتراض ہو گا۔“ وہ بہت کھلے الفاظ میں اپنا مدعا بیان کر رہا تھا۔

”کیا مطلب؟“

”مطلب جب میں نے اسے تمہارے ساتھ آتے دیکھا تو نجانے کیوں میرے ہارٹ نے ایک بیٹ مس کی عاریش، ایسا کسی لڑکی کو دیکھ کر میرے ساتھ نہیں ہوا، بس میرے دل نے کہا کیا کہ یہی ہے میری بیٹر ہاف (Betterhalf)۔“ وہ بہت جذب سے کہہ رہا تھا اور عاریش شاہ کے دل میں بس ایک درد اٹھا تھا، وہ کسی اور کا نام لیتا تو شاید اسے صبر آ جاتا مگر اس میدان میں بھی اس کے مقابل لیہا شاہ تھی، وہ پھر اس کی محبت پر بھی قابض ہو گئی تھی، شازم فاروق نجانے اور کیا کیا کہہ رہا تھا مگر اس کی سیاہ آنکھوں کے پانی نے اسے وہاں بیٹھنے نہیں دیا تھا، وہ لیہا کا انتظار کیے بغیر ڈرائیور کے ساتھ گھر آ گئی تھی، ایک شکست کا سلسلہ تھا جو اس دن سے اس کے نصیب میں لکھا گیا تھا جب اس گھر میں لیہا شاہ نے جنم لیا، اسے نفرت محسوس ہوئی تھی اس سے شدید نفرت۔

”کاش تم پیدا ہوتے ہی مر جاتی لیہا یا میں مر جاتی تو مجھے کبھی یہ شکست نصیب نہ ہوتی، میں نے ہر قدم پر تمہاری مات برداشت کی ہے مگر یہ درد میری رگوں کو چیر رہا ہے، میرے اندر کی گھٹن بڑھ رہی ہے، میری بے بسی مجھے کسی ناگ کی طرح ڈس رہی ہے اپنا دکھ کسی سے کہوں، کاش میں تمہیں اپنی زندگی سے نکال پاتی، کاش میں تمہیں ختم کر سکتی لیہا۔“ وہ تکیے میں منہ دے کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی، بچپن سے لے کر اب تک جس درد کو اس نے اپنے اندر سمیٹ سمیٹ کر رکھا تھا وہ آج پھٹ پڑا تھا، اپنی بے بسی پر اس کا کرب اس کے وجود کو کاٹ رہا تھا، خود کو ساری دنیا سے چھپا کر اس نے ہر رات سسکتے ہوئے گزار دی تھی۔

”اب اور نہیں لیہا شاہ، بہت رولا لیا تم نے مجھے زندگی کے دن بہت ضائع کر دیئے میں نے صبر اور برداشت کے ساتھ، اب تمہیں حساب دینا ہو گا۔“ اس نے بہت بے دردی سے ہتھیلی کی پشت سے آنسوؤں کو رگڑا اور ایک عزم کے ساتھ

نیند کو گلے لگایا۔

☆☆☆

''مما مجھے یونیورسٹی کی طرف سے اسکالر شپ ملا ہے۔'' ایک اور خوشی ابیہا شاہ کا چہکتا ہوا لہجہ اسے لاؤنج میں سنائی دے گیا تھا اور اس کا موڈ نجانے کیوں آف ہونے لگا۔

''یہ تو بہت اچھی بات ہے، مجھے تو پہلے سے ہی پتہ تھا کہ میری بیٹی بہت ذہین ہے۔'' عمارہ شاہ اسے خود سے لگائے لاؤنج میں لا رہی تھیں۔

''عاریش تم نے سنا مجھے......''

''ہاں میں نے سنا، مگر اس میں اتنا شور مچانے والی کون سی بات ہے، مجھے سمجھ نہیں آتا بیا، ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو بڑا بنا کر تم کیا ثابت کرنا چاہتی ہو، تم بہت ذہین ہو، تمہارے مقابل اور کوئی نہیں ہے، یا تم مجھے نیچا دکھانا چاہتی ہو۔'' وہ زہر خند لہجے میں بولی۔

''عاریش میں نے...... ایسا کب کہا۔'' وہ بہت حیرت سے گویا ہوئی، اس کی مسکراہٹ نرم ہونٹوں کے گوشوں میں دوبارہ سمٹ گئی تھی۔

''کہا نہیں مگر تمہارا ہر انداز یہی ثابت کر رہا ہے، ہر روز ایک نئی بات ایک نیا کارنامہ، تم بس یہی چاہتی ہو کہ مما اور پاپا کی توجہ تم پر سے نہ ہٹے، وہ مجھے نہ پیار اور محبت دے سکیں، یہی مقصد ہے نا تمہارا۔'' وہ پھٹ پڑی، عاریش شاہ ہمیشہ ایسے ہی کرتی تھی، وہ جب بھی خوش ہوتی وہ اپنی حاسدانہ باتوں سے اس کی مسکراہٹ چھین لیتی، اس کی سنہری آنکھوں میں سفید موتی بڑی تیزی سے جمع ہوئے تھے۔

''عاریش...... یہ کیا کہہ رہی ہو تم، رولا دیا نا چھوٹی بہن کو، عاریش میری جان تم میرے لئے کیا ہو، میں تمہیں کیسے سمجھا دوں۔'' عمارہ شاہ نے محبت سے اس کے ذہن پر جمی گرد کو صاف کرنا چاہا۔

''مت کریں میرا احساس، مت کھائیں مجھ پر ترس، بہت ظالم ہوں نا میں، اپنی مظلوم بیٹی کو بہلائیں، پلیز ڈونٹ کم ٹو می۔'' وہ روتے ہوئے بولی اور وہاں سے بھاگ گئی، عمارہ شاہ حق دق اس کے لبوں سے آزاد ہونے والے الفاظ کے معانی و مطالب کھنگال رہی تھیں۔

''ایسا کیوں ہے مما، عاریش کیوں مجھ سے دور رہتی ہے، بچپن سے لے کر اب تک وہ مجھ سے نجانے کیوں بھاگتی ہیں، مما میں نے ایسا کیا کیا ہے، جو عاریش میرے ساتھ ایسا اجنبی رویہ اپنائے ہوئے ہے۔''

ابیہا شاہ حقیقتاً پریشان ہو اٹھی تھی، کہنے کو وہ دو بہنیں تھیں مگر بے تکلفی نام کو نہ تھی، ابیہا شاہ نے جب بھی اس سے گھلنے ملنے کی، کوشش کی عاریش نے فاصلے بڑھا دیئے، اس کا دل دکھ سے بھر گیا۔

''پتہ نہیں بیا، کہاں میری پرورش میں چوک ہو گئی جو عاریش کے اندر یہ خالی پن پیدا ہو گیا۔'' انہیں لگا تھا ان کا خاندان بہت مکمل اور بھرپور ہے مگر یہ تو ان کی غلط فہمی تھی، ان کی تمام تر چاہتوں کے باوجود وہ تنہائی کا شکار ہو چکی تھی۔

☆☆☆

کب سے ابیہا شاہ کو موبائل بپ کر رہا تھا مگر وہ لاؤنج سے غائب تھی، عمارہ شاہ کچن میں مصروف تھیں اور ریحان شاہ آفس جا چکے تھے، وہ کچھ دیر اس کے آنے کا انتظار کرتی رہی مگر پھر اٹھ کر خود ہی کال ریسیو کر لی۔

''یار کب سے کال کر رہا ہوں، پلیز یار میرا لیپ ٹاپ لے آؤ رات کو میں تمہاری طرف بھول آیا ہوں، میرے آفس لے آؤ، اس میں بہت اہم پریزنٹیشن فائل ہے، مجھے آج اسے میٹنگ میں ڈسکس کرنا ہے۔'' دوسری طرف بھاری مردانہ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

''جی...... کیا کہا؟'' وہ حیرت سے بولی۔

''اوہ...... آپ ارحم نہیں ہیں۔'' دوسری طرف وہ شخص ٹھٹک کر بولا۔

''لٹ می چیک دا نمبر۔'' وہ کھسیا کر بولا اور کال ڈس کنکٹ کر دی۔

''کیا ابیہا واقعی اس شخص کو نہیں جانتی اور غلطی سے اس کا نمبر ادھر مل گیا، یا وہ شخص بہانہ کر رہا تھا، نہیں...... نہیں ابیہا ایسی ہے تو نہیں۔'' اس کے دل نے فوراً اسے گواہی دی تھی۔

''کس کی کال تھی؟'' بیا نے ٹاول سے چہرہ خشک کرتے ہوئے پوچھا۔

''ربیعہ کا تھا، تمہیں بتانے کے لئے کال کی تھی کہ آج وہ یونیورسٹی نہیں آئے گی۔'' اس نے بہت صفائی سے جھوٹ بولا۔

''او کے۔'' بیا نے مختصراً کہا اور کچن میں ناشتے کی غرض سے چلی گئی۔

''بیا آج اپنا سیل چھوڑ جاؤ، میں نے اپنی کچھ فرینڈز سے بات کرنی ہے، آج پاپا میرا سیل چینج کروانے کے لئے لے گئے ہیں۔''

''وائے ناٹ مائی ڈیئر او کے پھر ملتے ہیں سی یو۔'' بیا نے بہت محبت سے اس کا رخسار چوما اور فائل وغیرہ اٹھا کر گلاس ڈور دھکیلتی ہوئی باہر نکل گئی۔

☆☆☆

''ابے گھامڑ اگر نمبر چینج کیا ہے تو مجھے ایک بار بتانے سے کیا وہ مجھے ازبر ہو جائے گا۔'' شاہ ویز علی خان اس پر چڑھ دوڑا تھا۔

''کیا ہوا یار، لیپ ٹاپ بھجوا تو دیا تھا میں نے۔'' وہ جو ابھی تک نرم گرم بستر میں گھسا تھا اس کے کمبل کھینچنے پر احتجاجاً اٹھ بیٹھا۔

''ہاں وہ تو میں نے اپنی سیکرٹری سے تمہارے لینڈ لائن نمبر پر میسج چھوڑنے کو کہا تو موصوف تک پیغام پہنچا۔''

''تمہاری میٹنگ ہو گئی نا، پریزنٹیشن فائل و دلیپ ٹاپ پہنچ گئی پھر مسئلہ کیا ہے۔'' وہ جھلا کر بولا اور ہاتھوں سے بالوں میں کنگھی چلائی۔

''پہلے اپنا نمبر سینڈ کر، پھر بتاتا ہوں۔'' ارحم نے نمبر بھیجا اور شاہ ویز نے اسے فیڈ کر لیا۔

''مجھے تجھے ارجنٹ کال کرنی تھی اور تو نے نمبر چینج کر لیا تھا، رات کو تو نے ایک بار دوہرایا تھا تو میرے ذہن میں کچھ کچھ فیگرز تھے، میں نے اندازے سے ملایا تو یار وہ کسی لڑکی کا نمبر نکلا اور میں نے تصدیق کیے بغیر تمام احکامات اسے ایشو کر دیئے جو تجھے کرنے تھے۔'' وہ خفت زدہ سا بولا۔

''سو واٹ، غلطی ہو گئی تم سے، بات ختم اس میں اتنا محسوس کرنے والی کون سی بات ہے۔'' اس نے کان پر سے مکھی اڑائی۔

''ہاں اگر تجھے اس رانگ نمبر حسینہ کی آواز سے پیار ویار ہو گیا ہے تو پریشانی والی بات ہے۔'' وہ آنکھ دبا کر کمینگی سے بولا۔

''بکواس مت کر، اتنی گھٹیا حرکت تو ہی کر سکتا ہے، یہ میرا معیار نہیں ہے۔'' جواباً وہ مسکرا کر مزے سے بولا۔

''جب ایسا کچھ نہیں تو پھر کیوں میری نیند اڑانے شیطان کی طرح حاضر ہو گیا۔'' وہ وارڈ روب کھول کر اپنے لئے ڈریس سلیکٹ کرنے لگا، ساتھ ساتھ زبان سے حساب بے باق کرنے کا عمل بھی جاری تھا۔

''دوپہر کے تین بجے تک جو ویلے آرام فرماتے ہیں، شیطان وہ ہوتے ہیں، جو سارے کام نمٹا کر آتے ہیں، وہ نہیں۔'' اس نے بھی بدلہ چکانے میں ایک لمحہ لگایا۔

''یار کیا سوچ رہی ہوگی وہ لڑکی میرے بارے میں۔''

''اف وہ تو کچھ نہیں سوچ رہی ہوگی، البتہ تو ضرور سوچ رہا ہے اس کے بارے میں نے۔'' اس نے صاف گوئی سے کہا۔

''بکواس نہ کر۔'' شاہ ویز نے سنجیدگی سے کہا۔

''تو کال کرکے ایکسکیوز کرلے، سمپل۔'' اس نے آئیڈیا دیا۔

''اوکے تو جا نہا لے، تب تک میں کال کر کے دیکھتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔'' ارحم نے کہا اور واش روم میں گھس گیا۔

☆☆☆

موبائل ایک بار پھر گنگنا اٹھا تھا، پھر سے وہی نمبر بلنک کر رہا تھا جس سے صبح کال آئی تھی، عاریش شاہ کی آنکھیں انجانی خوشی سے چمک اٹھی تھیں، اس نے پانچویں چھٹی بیل پر کال ریسیو کر لی۔

''ہیلو۔'' اندرونی خوشی پر قابو پاتی وہ نارمل انداز میں بولی۔

''جی میں...... شاہ ویز علی خان بات کر رہا ہوں۔'' اس نے اپنا تعارف کروایا۔

''آئی ایم ساری میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔'' وہ انجان بن کر بولی، لہجے میں حیرت کا عنصر بہت نمایاں تھا۔

''جی یو آر رائٹ، صبح میں نے غلطی سے آپ کے نمبر پر کال کر دی تھی۔'' اس نے یاد دلانا چاہا۔

''جی کی ہوگی۔'' اس نے سرسری انداز اپنایا۔

''میں آپ سے ایکسکیوز کرنا چاہتا تھا، ڈونٹ گڈ می رونگ آئی جسٹ وانٹ ٹو ایکسکیوز۔'' وہ شائستگی سے بولا۔

''اٹس اوکے، کوئی بات نہیں بعض اوقات ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں، آئی ڈونٹ مائنڈ، میرا نہیں خیال اس میں اتنا نادم ہونے والی کوئی بات ہے۔'' جواباً وہ شگفتگی سے مسکرائی۔

''تھینکس اللہ حافظ۔''

''ٹیک کیئر۔'' عاریش نے مختصراً کہا اور کال ڈسکنکٹ کر دی۔

اس کا ذہن بہت تیزی سے تانے بانے بن رہا تھا، اسے نجانے کیوں یقین ہو چلا تھا، کہ یہ رونگ نمبر دوبارہ ضرور کال کرے گا، اب اسے بس اگلے موقع کا انتظار تھا۔

☆☆☆

''بیا میں سوچ رہی ہوں تمہارا نمبر ہی رکھ لوں، تم میرا ایسل اور نمبر لے لو۔'' وہ یونیورسٹی سے لوٹی تو عاریش نے سوچی سمجھی بات کی۔

''ہوں...... میں سمجھی نہیں۔'' اس نے چونک کر استفسار کیا۔

''اس میں نا سمجھنے والی کون سی بات ہے۔'' وہ فوراً اٹک کر بولی۔

''میرے کنٹیکٹ میں جو لوگ ہیں وہ اور ہیں آپ کے کانٹیکٹ میں مجھ سے غیر شناسا ہیں تو میں کیسے ہینڈل کروں گی۔''

''میرا کانٹیکٹ نمبر بالکل نیو ہے تم وہ سب کو دے دو اور میں نے آج کافی فرینڈز کو یہ نمبر دے دیا ہے یو ڈونٹ وری اباؤٹ اٹ۔'' وہ مزے سے بولی۔

''پھر بھی تمہیں یہی نمبر چاہیے تو اٹس اوکے۔'' وہ منہ بسور کر بولی۔

''نہیں نہیں...... پلیز عاریش ایسی کوئی بات نہیں ہے تم یہ نمبر رکھ لو میں تمہارا رکھ لیتی ہوں۔'' وہ اس کی ناراضی سے گھبرا کر بولی۔

''تھینکس الاٹ بیا، لو یو مائی بے بی۔'' اس نے محبت سے اس کے رخسار کو چھوا، تو اس کے اس پیار بھرے انداز پر ایہا شاہ حیرانی اور مسرت کے ملے جلے تاثرات کے ہمراہ اپنے کمرے میں گھس گئی۔

☆☆☆

''کیسی ہیں آپ؟'' مونیٹر کی اسکرین پر شاہ ویز کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔

''میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب ٹائپ کیا، اس کی انگلیاں بہت تیزی سے کی بورڈ پر چل رہی تھیں، کل شام کو شاہ ویز کا گڈ ایوننگ کا میسج آیا تھا اور ساتھ ہی اس نے کبھی کبھار فارورڈ میسج بھیجنے کی اجازت بھی مانگی تھی، تب ہی عاریش شاہ نے اسے اپنی نئی ای میل آئی ڈی اسے سینڈ کی تھی کہ وہ اس پر اس سے بات چیت کر لیا کرے اور آج دس بجے جیسے ہی اس نے کمپیوٹر آن کر کے دیکھا تو پہلی میل شاہ ویز کی ہی آئی تھی۔

''دیٹس گڈ، ابھی تک آپ نے مجھے اپنا گڈ نیم نہیں بتایا۔'' اس کی طرف سے دوسری میل آئی۔

''میرا نام ایہا شاہ ہے۔'' اس نے جواب بھیجا۔

''واؤ بہت خوبصورت نام ہے۔'' جھٹ سے جواب آیا۔

''تھینکس۔'' عاریش نے مسکراتے ہوئے ٹائپ کیا۔

''کیا کرتی ہیں آپ؟'' شاہ ویز علی خان نے دریافت کیا۔

''ایم ایس سی کیمسٹری کر رہی ہوں۔''

''فنٹاسٹک، یہ تو بہت اچھی بات ہے، اس کا مطلب ہے کافی انٹیلی جنٹ ہیں آپ۔'' وہ کافی متاثر نظر آ رہا تھا اور ایہا شاہ کی تعریف سن کر نجانے کیوں اس کا دل و دماغ بیزاری کی طرف سفر کرنے لگا تھا۔

''مجھے نیند آ رہی ہے، اف یو ڈونٹ مائنڈ آئی وانٹ ٹو ٹیک سم ریسٹ۔'' اس نے بے دلی سے ٹائپ کیا اور نیٹ بند کرنے کے بعد کمپیوٹر بھی شٹ ڈاؤن کر دیا۔

☆☆☆

''عاریش بہت بزی رہتی ہو آج کل، کھانے پر ہی تمہاری شکل دیکھنے کو ملتی ہے۔'' ایہا نے مایونیز سیلڈ میں مکس کرتے ہوئے پوچھا۔

''بس یار کچھ ڈائزائیز بنا رہی ہوں، آج لائن کمپنیز کے ساتھ رابطہ کر رہی تھی تا کہ آن لائن کچھ Transaction کر سکوں۔''

''یہ تو بہت اچھی بات ہے، مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا کہ تم ماسٹر مائنڈ ہو، جو اسکلز تمہارے پاس ہیں یو شڈ یوٹیلائز اٹ (You should utilize it)۔'' وہ سراہنے والے انداز میں بولی۔

''تم آج کچن میں کیسے؟''

''بس ککنگ کا شوق چڑھا ہے، آج رشین سیلیڈ ٹرائی کر رہی ہوں۔''

''تم کوئی میدان چھوڑنا نہیں چاہتی ہو نا ہر جگہ اپنی فتح کے جھنڈے گاڑنا چاہتی ہو نا۔''

''اوہ کم آن عاریش اب ایسا کچھ مت کہنا کہ مجھے اپنا یہ شوق بھی چھوڑنا پڑے۔'' وہ کچھ ڈر کر بولی تو جواباً وہ کھلکھلا دی۔

''نہیں تم مجھے غلط مت سمجھو، میں شاپنگ کے لئے جا رہی ہوں تم مجھے اپنی پسند وغیرہ بتا دو میں تمہارے لئے بھی کچھ لیتی آؤں گی۔''

''نیکی اور پوچھ پوچھ چلو بتاتی ہوں۔'' وہ

اسے اپنے کمرے میں لے آئی۔

''خیر تو ہے تم آج میرا انٹرویو لینے آئی ہو۔'' اس کی پسند ناپسند کے بارے میں وہ تفصیلاً بات کر رہی تھی آج شاید پہلی بار وہ اتنی طویل گفتگو کر رہی تھی۔

''اوں ہوں مجھے شرمندہ مت کرو لیہا۔'' وہ حلاوت آمیز لہجے میں بولی۔

''آئی ڈونٹ مین اٹ (I don,t mean it)۔'' بیا نے نرمی سے کہا۔

''اوکے میں نکلتی ہوں۔'' کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔

☆☆☆

''آپ کا پسندیدہ رنگ کون سا ہے؟'' شاہ ویز خان نے پوچھا۔

''بے بی پنک۔'' عاریش شاہ نے مختصراً ٹائپ کر کے بھیجا۔

''نائس کلر، بہت معصوم رنگ ہے، آپ کی پسند سے مجھے لگتا ہے آپ خود بھی بہت معصوم ہیں۔'' شاہ ویز علی خان کا تبصرہ آیا۔

''یہ بات تو دیکھنے والا ہی بتا سکتا ہے مجھے تو نہیں پتہ۔'' عاریش نے جواب دیا۔

''تو پھر کب ملیں گے مجھ سے۔'' کچھ کچھ بے تابی تھی اس کے لہجے میں۔

''کیا ملنا ضروری ہے؟'' عاریش کچھ مشکل میں پڑ گئی تھی۔

''نہیں آپ کا مسئلہ ہے تو نو پرابلم۔'' اس نے فوراً اس کا مشکل حل کی۔

''تھینک یو۔'' وہ فوراً مشکور ہوئی۔

''یو ویلکم میم، مگر آپ ایک کام تو کر ہی سکتی ہیں۔''

''کیا؟''

''اپنی تصویر بھیج دیں مجھے آئی وائٹ ٹو سی یو۔'' اس کے لہجے کی آس وہ بے جان الفاظ میں بھی محسوس کر سکتی تھی۔

''اور اگر میں آپ کو پسند نہ آئی تو......''

''مجھے شکل وصورت کی خوبصورتی سے کوئی سروکار نہیں لیہا، بس میرے دل کی خواہش ہے اس لڑکی کو دیکھنے کی جس سے بات کیے بغیر مجھے رات کو چین نہیں آتا۔''

وہ بے تابی سے ٹائپ کر رہا تھا، شاہ ویز خان خود بہت حیران تھا اپنی حالت پر، ایک رونگ کال سے شروع ہونے والی دوستی نجانے کیوں اتنی خاص ہو گئی تھی اس کے لئے، وہ جتنی بار خود سے عہد کرتا دوبارہ کانٹیکٹ نہ کرنے کا، اتنی بار ہی یہ عہد ٹوٹ جاتا، اس سے بات کرنے کے بعد نجانے کیوں وہ پرسکون نیند سوتا تھا۔

''بتائیں نا لیہا۔'' کافی دیر اس کے جواب کا انتظار کرنے کے بعد شاہ ویز نے دوبارہ پوچھا۔

''میں آپ سے کل بات کروں گی۔'' عاریش نے ای میل کی اور کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کر دیا۔

☆☆☆

''بیا بیٹا آپ کا فائنل سمسٹر کب ہے؟'' ریحان شاہ نے دریافت کیا۔

''پاپا تین ماہ بعد ہے۔'' بالوں کو کیچر میں جکڑ کر اس نے دوپٹہ درست کیا، پاس ہی عاریش فوٹو البم پھیلائے بیٹھی تھی۔

''نیکسٹ آپ ایم فل کرنا چاہتی ہو؟'' ریحان شاہ نے مزید پوچھا۔

''پاپا آپ اجازت دیں گے مجھے؟'' وہ کچھ دبے دبے جوش سے بولی۔

''اب اتنی ہونہار بیٹی ہو تو چانس تو دینا چاہیے۔'' وہ مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے بولے۔

''یو آر گریٹ پاپا تھینک یو سو مچ۔'' وہ دوڑ کر ان سے لپٹ گئی۔

''Congratulations'' عاریش نے بیا کی پنک دوپٹے کے ہالے میں سجی خوبصورت سی تصویر سلیکٹ کی اور مسکراتے ہوئے مبارکباد دی۔

''تھینکس عاریش۔''

☆☆☆

''کیا آپ کی سوچ میں کوئی آئیڈیل ہے؟'' شاہ ویز علی خان ایک بار پھر آن لائن تھا۔

''میں آئیڈیل پر یقین نہیں رکھتی۔'' اس نے بیا کا جواب من وعن پہنچایا، وہ اپنی طرف سے کوئی جواب نہیں دیتی تھی، وہ اپنا عکس بھی اس گفتگو میں استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی، اسے ہر حال میں یہ کردار لیہا شاہ کا ہی رکھنا تھا۔

''پھر بھی اپنے جیون ساتھی کے لئے کوئی تو خاکہ آپ کے ذہن میں ہوگا۔'' اس نے اصرار کیا۔

''آپ کیوں جاننا چاہتے ہیں؟'' عاریش شاہ نے جان بوجھ کر بات کو طول دیا۔

''بتائیں نا، میرے صبر کا اور امتحان مت لیں۔''

''ایسا شخص جو صرف مجھ سے پیار کرتا ہو اور میرے گھر والوں کا مجھ سے بھی زیادہ خیال رکھے۔'' اس نے لیہا کا جواب من وعن اس تک پہنچایا۔

''آپ کی سوچ بہت اچھی ہے لیہا۔'' فوراً اس کا جواب کمپیوٹر اسکرین پر جگمگا اٹھا۔

''اچھا چھوڑیں یہ بتائیں کہ آپ کی فیملی میں کون کون ہے؟'' اس نے بات بدلی۔

''میری بہت شفیق سی مما ہیں بہت پیارے سے بزنس ٹائیکون پاپا ہیں اور ان کا ایک ڈیشنگ سا بیٹا شاہ ویز علی خان ہے۔'' اس نے شرارت بھرا تعارف بھیجا تو نا چاہتے ہوئے بھی عاریش مسکرا اٹھی۔

''لیہا میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اگر آپ برا نہ مانیں تو......'' اس نے ساتھ شرط بھی عائد کی۔

''جی کہیں۔'' عاریش شاہ کے چہرے پر پھیلتی اندرونی خوشی اس کو فتح کا احساس دلا رہی تھی، اس کے کھیل کا ٹرننگ پوائنٹ آ چکا تھا۔

''میں آپ کو اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں، میں جانتا ہوں اس طرح کے تعلقات کی تعداد آج کل ان گنت ہے، آئے روز ایسی ہزاروں دوستیاں جنم لیتی ہیں، مگر ہمارے رشتے میں عجیب سا تقدس اور کشش ہے لیہا، میرے دل کی خواہش ہے آپ کو اپنے گھر دیکھنے کی۔'' وہ بہت ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنی خواہش کا اظہار کر رہا تھا۔

''جن لوگوں سے میں پیار کرتی ہوں وہ مجھے لیہا نہیں صرف بیا کہتے ہیں۔'' تھوڑے سے نخرے دکھانے کے بعد وہ مان گئی تھی۔

''اوہ مائی گاڈ، آپ سوچ بھی نہیں سکتیں آپ نے مجھے کتنی بڑی خوشی دی ہے۔''

''اوکے اب مجھے جلدی سے اپنی ہونے والی بیوی کی تصویر دکھاؤ۔'' وہ مثبت جواب ملتے ہی دوریاں لفظوں سے سمیٹنے لگا تھا۔

عاریش شاہ نے فوراً تصویر اسے اسکین کر کے بھیجی تھی اور دوسری طرف شاہ ویز علی خان یہ ہوشربا معصوم حسن دیکھ کر مبہوت ہی تو رہ گیا۔

سیاہ خوبصورت بال سفید پیشانی پر بہت بھلے لگ رہے تھے، شہد رنگ آنکھوں کی کشش اور چمک نے اس کی خوبصورتی کو دوآتشہ کر دیا تھا۔

ستواں ناک اور کھلتے پھول سی رنگت، نرم

گلابی خمیدہ لب اور گلابی دوپٹے میں جھلکتا شرم و حیاء کا عنصر، بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھی، وہ سوچوں میں بھی بڑھ کر پاک اور حسین تھی، شاہ ویز علی خان کو پہلے اس سے محبت تھی مگر اب وہ اس سے عشق کرنے لگا تھا، اس نے فوراً یہ تصویر سیو کی۔

''کیا تم مجھے دیکھنا نہیں چاہتی۔'' اس نے بڑے خوشگوار موڈ سے پوچھا۔

''اتنی دیر بعد جواب...... میں کب سے ویٹ کر رہی تھی۔'' اس نے مصنوعی خفگی سے کہا اور بات گول کر گئی۔

''کوئی خوبصورت ہی بہت ہے تو ہم اس کے حسن میں کھو گئے، پھر بھی گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔'' وہ بہت موڈ میں تھا۔

''مجھے بہت نیند آ رہی ہے میں سونا چاہتی ہوں۔'' اس نے فرار کی راہ اختیار کرنی چاہیے۔

''لیکن مجھے تو نہیں آ رہی۔'' دوسری طرف سے فوراً جواب آیا۔

''لیہا کب ملو گی، پلیز اب انتظار مت کرواؤ۔'' وہ بہت بے چین تھا اس سے ملنے کے لئے۔

''او کے۔'' پھر عاریش نے اسے وقت اور جگہ بتا کر کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کر دیا، وہ مزید اب اس قصے کو آگے نہیں بڑھا سکتی تھی، اسے بس اب آگے دیکھنا تھا کہ وقت اس کہانی کو کہاں پہنچاتا ہے۔

☆☆☆

''تمہیں نہیں لگتا تم ایک ٹین ایجر بوائے جیسی حرکتیں کر رہے ہو۔'' اسے خوشی سے کھلتے دیکھ کر ارحم نے پوچھا، وہ اس کی دلی کیفیت سے باخبر تھا۔

''تم ایک سمجھ دار باوقار اور امیر کبیر انسان ہو، کوئی لڑکی تمہیں ریجیکٹ کر دے یہ ممکن کہاں ہے، کیا پتہ وہ تمہیں پھانس رہی ہو۔''

''میں جانتا ہوں ارحم، اس طرح فلمی انداز میں کوئی تعلق استوار کر لینا اور پھر اس پر ایمان کی حد تک یقین رکھنا نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے، مگر اس کی باتوں میں عجیب سی کشش ہے ارحم، میں اس کی طرف کھنچتا جاتا ہوں، اس نے مجھ سے میرے بارے میں کبھی کچھ نہیں پوچھا، کبھی فون پر بھی بات نہیں کی، وہ میری آواز سننے کے احساس سے ہی کانپ جاتی ہے، میں دیکھنا چاہتا ہوں یہ لڑکی کیا معمہ ہے، کبھی مجھ پر اتنی مہربان کہ کبھی میری حوصلہ شکنی نہیں کی اور کبھی اتنی ہٹ دھرم کہ اپنے اصولوں پر سودا بازی برداشت نہیں کرتی میں جانتا ہوں میں ہوا میں محل تعمیر کر رہا ہوں، مگر میں اس کی شخصیت کے سامنے بے بس ہوں، میں جتنا بھی بڑا بزنس ٹائیکون، سنجیدہ اور باوقار انسان بن جاؤں، مگر میرے اندر ایک شوخ اور محبت کی چاہ رکھنے والا انسان تو ہمیشہ زندہ رہے گا یار۔''

اس نے تفصیلاً جواب دیا، ارحم نے شاہ ویز علی خان کا بغور جائزہ لیا، ہمیشہ جاذب اور سنجیدگی کے بھنور میں ڈوب کر رہنے والا شخص اپنے جذبات کی عکاسی اپنی زبان سے کر رہا تھا، جس کے پیچھے اس شہر کی یہ دوسری لڑکی پاگل تھی اور وہ جو ہر لڑکی کی آواز سے بے خبر اور بے نیاز تھا، اس لڑکی کے لئے دیوانہ تھا، اس لڑکی نے اسے جذبوں کی زبان سکھا دی تھی اس کے اندر کے انسان کو باہر نکال دیا تھا، یقیناً وہ بہت خاص اور چاہے جانے کے قابل تھی، وہ بہت اصول پرست اور مخلص انسان تھا۔

بے بی پنک اور وائٹ لائننگ والی شرٹ زیب تن کیے بلیک پینٹ اور بلیک کوٹ میں وہ مردانہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔

''چلیں۔'' تیار ہو کر وہ اس کے سامنے تھا۔

''یار وہ مجھے دیکھ کر کیا ری ایکٹ کرے گی مجھے تو سوچ سوچ کر ہنسی آ رہی ہے۔'' اس کا شرمایا شرمایا سا ردعمل اپنے ذہن میں لا کر وہ زیر لب مسکرایا، پھر اس نے پھولوں کی دکان سے سفید گلابوں کا اسپیشل بوکے بنوایا۔

''اسے وائٹ روز پسند ہیں، آج میں بس اس کی ہر پسند ناپسند کا خیال رکھنا چاہتا ہوں۔'' ارحم کی استفہامیہ نگاہوں کی اس نے فوراً وضاحت کی۔

''جھلا ہو گیا ہے میرا یار۔'' ارحم نے تبصرہ جھاڑا۔

''شٹ اپ ارحم۔'' اس نے جھینپ کر اسے ٹوکا۔

☆☆☆

''آج میں بھی تمہارے ساتھ چلوں یونیورسٹی؟''

''کیوں؟'' لیہا شاہ نے سوالیہ نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔

''ایسے ہی...... تمہارا لاسٹ پیپر ہے اس لئے۔''

''ہاں کیوں نہیں۔'' لیہا نے خوشدلی سے اجازت دے دی۔

''تم بور تو نہیں ہو گی۔'' کلاس روم کی طرف بڑھتے ہوئے لیہا نے استفسار کیا۔

''نہیں تم جاؤ بیسٹ آف لک۔''

''او کے تھینکس۔'' اور پھر لیہا کلاس روم کی طرف بڑھ گئی، لسٹ سے اپنا نام اور رول نمبر چیک کر کے وہ مطلوبہ نشست تک پہنچ چکی تھی اور پیپر ملنے کے بعد وہ بری طرح پیپر حل کرنے میں مصروف ہو چکی تھی، وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔

''کیسا ہوا پیپر؟'' وہ باہر آئی تو عاریش نے مسکرا کر پوچھا۔

''بہت اچھا، اب گھر چلتے ہیں اور مزے سے سوتے ہیں، آخر کار ٹینشن ختم ہوئی۔'' وہ بشاشت سے مسکرائی۔

''تھوڑی دیر گراؤنڈ میں بیٹھتے ہیں، وہ فیری والے بینچ کے پاس۔'' عاریش نے گڑبڑا کر کہا۔

''او کے۔'' عاریش پریشان نظروں سے بار بار گیٹ کی طرف دیکھ رہی تھی اس نے شاہ ویز علی خان کو آج ہی کا ٹائم دیا تھا۔

اسی فیری والی بینچ کا پتہ دیا تھا تو پھر وہ آیا کیوں نہیں تھا، کچھ دیر کے انتظار کے بعد اسے سیاہ بی ایم ڈبلیو گیٹ سے اندر داخل ہوتی دکھائی دی، اس کے دل نے نجانے کیوں کلک کیا کہ اسی میں مطلوبہ شخصیت ایستادہ ہے، پھر بھی وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اترنے والی شخصیات کا انتظار کرتی رہی، فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا، براؤن اور اسکن کمبی نیشن کے ٹو پیس میں ملبوس ایک شاندار سا انسان برآمد ہوا، وہ ابھی اسی کا جائزہ لینے میں مصروف تھی تو بے بی پنک شرٹ اور بلیک پینٹ کوٹ زیب تن کیے شاہ ویز علی خان نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی اس نے جھک کر کار سے وائٹ پھولوں کا بہت خوبصورت بوکے نکالا، عاریش شاہ کا دل بہت گہرائی میں ڈوب کر ابھرا تھا، اس نے ایک نظر پاس بیٹھی لیہا پر ڈالی جو گھاس نوچ نوچ کر پھینک رہی تھی، اس کا جی چاہا تھا کہ لیہا کا ہاتھ پکڑے اور آنے والی ساعتوں کا سامنا کیے بغیر اسے لے کر کہیں دور بھاگ جائے، اس کا حلق خشک ہو چکا تھا، جیسے جیسے وہ شخص قریب آ رہا تھا اس کا وجود مفلوج ہوتا جا رہا تھا، چند قدموں کی دوری پر وہ متلاشی نگاہوں سے لیہا شاہ کو ڈھونڈ رہا تھا، وہ

اس کی نظروں میں آنے سے پہلے کھسک جانا چاہتی تھی۔

''کیا ہوا عاریش تم اتنی زرد کیوں دکھائی دے رہی ہو؟'' اس کی پھیکی پڑتی رنگت دیکھ کر لیہا نے متفکرانہ انداز میں پوچھا۔

''کچھ نہیں میں ٹھیک ہوں، میں ذرا کینٹین تک جارہی ہوں تم نے کچھ منگوانا ہے تو بتادو۔''

''نہیں میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلتی ہوں۔'' اس نے بیگ اٹھایا۔

''میں تمہارے لئے یہیں لے آتی ہوں تم بیٹھو۔'' اس نے جلدی سے کہا اور لیہا شاہ کے جواب کا انتظار کیے بغیر وہاں سے نکل گئی۔

''ایکسکیوزمی آر یو مس لیہا۔'' آنکھوں پر سے گاگلز اتارتے ہوئے ایک نہایت ہی شاندار پرسنالٹی نے اس سے پوچھا اور سفید پھولوں کا بوکے اس کی طرف بڑھایا۔

''جی میں ہی ہوں۔'' اس نے کچھ حیران ہوکر کہا اور مقابل کے سامنے کھڑی ہوگئی، وہ کچھ حواس باختہ سی ہوگئی، بہرحال اس نے پھول نہیں پکڑے تھے۔

''لگتا ہے آپ نے مجھے پہچانا نہیں، میں شاہ ویز علی خان ہوں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔

''لیکن میں نے پھر بھی آپ کو نہیں پہچانا۔'' وہ الجھ کر بولی۔

''یہ تنگ کرنے کا وقت نہیں بیبا...... آپ نہیں جانتیں کہ اس ملاقات کے لئے وقت میں نے کس طرح گن گن کر گزارا ہے۔'' اس نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

''مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا، آپ کیا کہہ رہے ہیں، دیکھئے آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے، میں آپ کو نہیں جانتی، شاید آپ کسی اور کو ڈھونڈ رہے ہیں۔'' وہ روہانسی ہوگئی، اسے خطرے کا احساس آس پاس گھنٹے بجاتا محسوس ہورہا تھا۔

''تماشا مت بنائیں لیہا، ہمارے درمیان پچھلے نو ماہ سے تعلق ہے، آپ ایک پل میں اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتیں۔'' آس پاس تمام اسٹوڈنٹس ان کی طرف متوجہ ہورہے تھے، لیہا شاہ نے وہاں دو سال کا طویل عرصہ گزارا تھا۔ وہ پوزیشن ہولڈر تھی ہر طرح کی نصابی اور غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی۔ تقریباً اس ڈیپارٹمنٹ کا ہر اسٹوڈنٹ اسے جانتا تھا، اسے بے پناہ بیکی کا احساس ہورہا تھا۔

''میرا آپ سے کوئی تعلق ہے، پلیز اس بات کو سمجھیں اور میرا پیچھا چھوڑیں۔'' اس نے بے حد گھبرا کر کہا، اس کی ساری دلیری خوف میں سمٹ گئی تھی، اسے ریحان شاہ کا خوف تھا، اپنے خاندان کی عزت کی فکر تھی بن بلائے نجانے یہ مصیبت کہاں سے گلے پڑ گئی تھی۔

''آپ میرے ساتھ کھیل رہی ہیں آپ نے نو ماہ میرے جذبات کے ساتھ جو بے ایمانی کی ہے اس کا حساب آپ کو دینا پڑے گا۔'' اس قدر بڑے دھوکے پر شاہ ویز علی خان کا خون رگوں میں کچھ اور تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔

''کیا آپ لیہا شاہ نہیں ہیں؟ کیا آپ کے والد کا نام ریحان شاہ نہیں ہے؟ کیا آپ کی بہن عاریش شاہ اور والدہ عمارہ شاہ نہیں؟ آج آپ کا لاسٹ پیپر تھا، آپ ایم ایس سی کی طالبہ نہیں؟ کہہ دیں کہ یہ سب جھوٹ ہے تو میں یہاں سے چپ چاپ چلا جاؤں گا۔''

''یہ سب سچ ہے مگر میں نہیں جانتی آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟'' اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو تیزی سے جمع ہوئے تھے، اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے، وہ پلکیں جھپک جھپک کر

آنسو دھکیلنے کی کوشش کررہی تھی، اس نے شاہ ویز علی خان کے لائے ہوئے پھولوں کو دور اٹھا کر پھینک دیا تھا۔

''آپ نے بتایا ہے مجھے سب کچھ، اس بات سے انکار مت کیجئے گا اب۔'' وہ جارحانہ انداز میں بڑھا۔

''شاہ ویز یار پلیز کنٹرول کر خود کو۔'' اسے غصے میں بپھرا دیکھ کر کب سے خاموش ارحم نے مداخلت کی۔

''یہ ایسا کیسے کرسکتی ہے میرے ساتھ یار، تو گواہ ہے اس کی محبت کا۔'' اس نے بہت تاسف سے کہا، ان کی گرد بھیڑ لگنے لگی تھی، لیہا شاہ نے وہاں سے نکل جانے کے لئے قدم بڑھانے چاہے تھے، مگر اسے اپنے بازو پر کسی کی گرفت کا احساس ہوا تھا۔

''پلیز لیہا تم میرے ساتھ ایسا مت کرو۔'' وہ نجانے اور کیا کیا کہہ رہا تھا مگر لیہا شاہ کے وجود میں تو بجلیاں دوڑنے لگی تھیں، اسے آج تک کسی مرد نے نہیں چھوا تھا اور اس کی یہ جرأت، غصے سے اس کا برا حال تھا، اس نے گھوم کر پورے زور سے شاہ ویز علی خان کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا تھا۔

''آئندہ مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش کی تو میں تمہاری جان لے لوں گی۔'' اس نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھ کر اسے کے چودہ طبق روشن کر دیئے اور پھر روتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئی، اسے اپنے بیگ اور فائل کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔

''میں اسے چھوڑوں گا نہیں، سمجھتی کیا ہے خود کو۔'' وہ آنکھوں میں خون کی سرخی لئے اس کے پیچھے لپکا تھا۔

''بس کر شاہ ویز، ہوش کر، جانے دے، چل واپس چلتے ہیں۔'' ارحم نے بہت مشکل سے اسے سنبھالا، اچانک اس کی نگاہ چند قدموں کی دوری پر پڑے سیاہ لیڈیز پرس پر پڑی، اس نے اسے جھک کر اٹھالیا، عاریش شاہ کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں، اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے، وہ ڈرتے ڈرتے گاڑی تک پہنچی جہاں لیہا شاہ گھٹنوں میں سر دیئے سہمی ہوئی سسک رہی تھی۔

☆☆☆

''میں اسے نہیں جانتی عاریش، میں سچ کہہ رہی ہوں، تم میرا یقین کرو، نجانے وہ اتنا سب کچھ کیسے جانتا ہے میرے بارے میں۔'' وہ گھر پہنچے تو صد شکر ریحان اور عمارہ دونوں گھر پر نہیں تھے، مارے خوف و ڈر کے لیہا شاہ کا جسم کانپ رہا تھا وہ مسلسل روتے ہوئے ایک ہی بات کا ورد کررہی تھی کہ وہ اس شخص کو نہیں جانتی۔

''ہاں مجھے تم پر یقین ہے، پلیز تم یہ ٹیبلٹ لو اور سو جاؤ۔'' عاریش شاہ نے اسے محبت سے دلاسہ دیا اور سونے پر آمادہ کیا اندر سے وہ خود بھی بہت ڈری ہوئی تھی، عجب سا خوف رگ و پے میں سرائیت کررہا تھا، مسلسل رونے سے لیہا کی آنکھیں متورم ہوچکی تھیں، گلابی رنگت میں سرخ رنگت کا عنصر بڑا نمایاں تھا، وہ بہت پژمردہ اور نڈھال لگ رہی تھی، عاریش کے دل کو اچانک کچھ ہوا تھا، وہ فوراً کمرے سے نکلی اور اپنے کمرے کا رخ کیا، اس آئی ڈی کو کینسل کیا جو اس نے عارضی طور پر بنائی تھی اور لیہا کا نمبر تو وہ بہت پہلے ہی بند کرچکی تھی یہ کہہ کر کہ ''اس پر تو بہت رونگ کالز آتی ہیں'' تمام سراغ مٹ چکے تھے جو عاریش شاہ تک آتے تھے پھر بھی دل مطمئن نہ تھا، رات تک لیہا شدید بخار میں مبتلا ہوچکی تھی، ریحان اور عمارہ کے استفسار پر اس نے مختصراً طبیعت خرابی کا بہانہ کردیا اور لیہا کو بھی

اس معاملے کو راز رکھنے کی سختی سے تنبیہ کی تھی۔

☆☆☆

''معصوم صورتوں کے پیچھے کتنے گھناونے روپ چھپے ہوتے ہیں مجھے آج پتہ چلا۔'' اس نے کوٹ اتار کر بیڈ پر پٹخا۔

''اگر وہ کسی سے خوف زدہ تھی تو مجھ سے کہتی، یوں سر عام اس میری انسلٹ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔'' ایک بار پھر وہ سارا ڈرامہ اس کی نگاہوں میں گھوم گیا، اس نے بے دردی سے لب کچلے اور شرٹ اتار کر زمین پر پٹخی۔

''آگ لگا دوں گا میں اس رنگ کو۔'' شاہ ویز علی خان نے پیروں سے شرٹ کو مسل ڈالا۔

''کام ڈاؤن شاہ ویز، کیا پتہ وہ واقعی ہی تمہیں نہ جانتی ہو، کسی کی یہ شرارت بھی تو ہو سکتی ہے۔'' ارحم نے دوسرے پہلو کی جانب اس کی توجہ مبذول کروائی۔

''میں مان لیتا یہ شرارت ہے ارحم، مگر جس طرح میں نے غلطی سے اسے کال کی، اس نے وہ کال ریسیو کی اور یہ سلسلہ آگے نکلا، اس کے بعد کسی شرارت یا غلطی کی گنجائش نہیں نکلتی، اس نے ایسا کیوں کیا ارحم، ایک جیتے جاگتے انسان کے ساتھ اتنے خوبصورت رشتے کا مذاق بناتے ہوئے بالکل شرم نہیں آئی، اس نے مجھے ٹائم پاس سمجھا، میر جذبات کو پامال کیا اور خود معصوم بن کر پورے قصے سے نکل گئی، نہیں ارحم اب میں اسے نہیں چھوڑوں گا، اس نے کسی عام شخص کے ساتھ یہ کھیل نہیں کھیلا شاہ ویز علی خان اسے کہیں کا نہیں چھوڑے گا، اس کے خاندان کے سامنے اس کی عزت کی دھجیاں بکھیر دوں گا میں۔''

''تم کچھ زیادہ ہی سیریس ہو رہے ہو شاہ ویز، دفع کرو اسے وہ نہیں تم سے کوئی تعلق رکھنا چاہتی تو گولی مارو اسے۔'' ارحم نے اس کے خطرناک عزائم سے گھبرا کر کہا، وہ ہمیشہ پر سکون رہنے والا شخص تھا۔

''گو رسپیکٹ اینڈ ٹیک رسپیکٹ۔'' کے اصول پر اس نے عمل کیا تھا، اپنی ذات سے ہمیشہ ہر کسی کو خوشی دی تھی، کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی تھی اور اس لڑکی نے اس کے دل کے سب سے پوشیدہ جذبات میں آگ لگا دی تھی، اس کا دل آباد ہونے سے پہلے ہی اجاڑ دیا تھا اور وہ بھی بے حد دیدہ دلیری سے۔

''ہاں اسے چھوڑ دوں تا کہ وہ معاشرے میں اور ایسے کرداروں کو جنم دے اور مردوں کے بے وقوف بنائے اپنی معصوم صورت سے۔'' وہ بپھرا ہوا آگے بڑھا۔

''اچھا اچھا زیادہ غصہ نہ کر، کچھ کرتے ہیں، جا جا کر فریش ہو، ٹھنڈے پانی سے نہالے اور کچھ ٹمپر لو کر۔'' ارحم نے اسے فی الوقت ٹھنڈا کرنا چاہا اور وہ دانت پیستا ہوا واش روم میں گھس گیا۔

☆☆☆

اس کے بعد ایسا کوئی معاملہ پیش نہیں آیا، لیہا قدرے پر سکون ہونے لگی تھی، فی الحال اس معاملے کو اس نے عاریش کی ہدایت کے مطابق مخفی رکھا تھا، اس کا اعتماد ٹوٹنے لگا تھا۔

''کیا پتہ اس شخص کو واقعی ہی غلط فہمی ہو گئی ہو اب اسے اس لڑکی مل گئی ہو اور اس نے بھی آئندہ میرے بارے میں نہ سوچا ہو۔'' اس نے خود ہی اپنے دل کو تسلی دی۔

دو خوف زدہ سی سنہری آنکھیں اور کپکپاتے لب اس کے آنکھیں بند کرتے ہی چشم تصور میں اتر آئے تھے۔

اس معصوم صورت کو تو اس نے اپنے دل کی گہرائیوں سے چاہا تھا، مگر اس معصوم حسن کے پیچھے کا راز بہت کریہہ تھا، اسے شدید نفرت محسوس

ہوئی تھی اپنے انتخاب سے۔

''میں ابھی تمہیں کچھ نہیں کہوں گا لیہا شاہ، جب میری طرف تم مطمئن ہو جاؤ گی تب تمہارے کیے کی سزا تمہارے مقدر میں لکھوں گا۔'' اس نے خود سے عہد کیا اور قدرے پر سکون ہو کر بیڈ پر دراز ہو گیا۔

☆☆☆

''مما آپ اندر چلیں میں عاریش کے لئے ڈاکٹر سے اپائنمنٹ لے لوں، یہ پاس ہی تو ان کا کلینک ہے۔'' گاڑی لاک کرتے ہوئے اس نے عمارہ شاہ سے کہا، عاریش کی طبیعت کچھ دنوں سے قدرے خراب تھی اس لئے لیہا نے سوچا کہ شاپنگ کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی ہو جائے۔

''او کے بیٹا! لیکن خیال سے۔''

''جی مما۔'' اس نے کہا اور چل دی، وہ کچھ فاصلہ ہی طے کر پائی تھی کہ سیاہ بی ایم ڈبلیو اس کے قدموں کے قریب آ کر چرچرا کر تھم گئی، وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

''چلو لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔'' وہی نوجوان گاڑی سے نکل کر اس کے مقابل آ کر پوچھ رہا تھا۔

''یہ کیا بے ہودگی ہے۔'' وہ غصے سے چمک کر بولی۔

''میں تم سے بحث کرنے نہیں آیا، چپ چاپ گاڑی میں بیٹھو۔'' اس کے کسی بھی تیور کو خاطر میں لائے بغیر وہ درشتی سے بولا۔

''میں شور مچا دوں گی تم میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔'' وہ تن کر بولی۔

''اوہ رئیلی میں بھی تو دیکھوں اس نازک بدن میں کتنی طاقت ہے۔'' اس نے کہا اور ایک جھٹکے سے اسے بازو سے دبوچ کر گاڑی میں دھکیل دیا، ایک لمحے میں وہ اس پر قابض ہوا تھا، گاڑی لاک کر کے اس نے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

''مجھے نکالو اس گاڑی سے، میری مما میرا ویٹ کر رہی ہیں، میں تمہارا لاک توڑ دوں گی۔'' اس نے بھرائی ہوئی آواز میں التجا کی اور لاک پر ہاتھ مارنے لگی۔

''اپنے نازک ہاتھوں کو اتنے سخت کام کرنے پر آمادہ مت کریں مس لیہا شاہ زخمی ہو جائیں گے۔'' وہ زہر خند لہجے میں بولا۔

''ہیلپ، پلیز سم باڈی ہیلپ۔'' اس نے پوری طاقت سے چلا کر کہا۔

''بیکار کی کوشش ہے گاڑی ساؤنڈ پروف ہے۔'' اس نے مزے سے کہا۔

''میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے، پلیز مجھ پر رحم کریں مجھے چھوڑ دیں۔'' اس نے گڑگڑا کر التجا کی۔

''جب آپ کو اپنے گناہ پر کوئی شرمندگی نہیں ہے تو مجھے بھی آپ کے لفظوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔'' اس نے بے لچک لہجے میں کہا۔

''آپ مجھے ایک ایسے گناہ کی سزا دے رہے ہیں جو میں نے کیا ہی نہیں۔'' سنہری آنکھوں کے کٹورے آنسوؤں سے بھرنے لگے تھے۔

''ابھی سزا دی کہاں ہے مس لیہا شاہ۔'' اسے بڑی گہری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے وہ قدرے اس پر جھک کر بولا۔

اس کے ساتھ تنہائی کے احساس اور اپنے ساتھ ہونے والے خطرناک واقعے نے اس کے اعصاب سن کر دیئے تھے، اس کا وجود بری طرح کانپنے لگا تھا، وہ خوف زدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی تھی، وہ کچھ اور سمٹ گئی تھی اور چند لمحوں

بعد اس کے حواسوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا، اس کا سر کھڑکی کی طرف ڈھلک گیا تھا، شاہ ویز خان کو تشویش ہوئی۔

☆☆☆

''دوپہر سے غائب ہے لیہا، پلیز کچھ کریں ریحان، میری بچی کو ڈھونڈیں۔'' عمارہ شاہ کی حالت بہت مخدوش تھی خود عاریش بھی بہت خوف زدہ تھی۔

وہ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی تھی کوئی اونچ نیچ ہو جاتی تو...... ریحان شاہ کی پیشانی پر سلوٹوں کا جال بچھ گیا تھا۔

''میں نے پولیس میں رپورٹ کروا دی ہے، میں نے اس کی تمام فرینڈز سے بھی پوچھ لیا ہے، یونیورسٹی، بس اسٹینڈ، ایئر پورٹ، ریلوے اسٹیشن ہر جگہ پتہ کر چکا ہوں مگر کچھ اتہ پتہ نہیں ہے۔'' ریحان شاہ نے غم میں ڈوبے لہجے میں کہا۔

''خدا نہ کرے وہ کسی آفت میں مبتلا ہو۔'' عمارہ شاہ نے دل سے دعا کی۔

''اس شہر میں آپ کا کوئی دشمن نہیں، اگر کسی نے اغواء کیا ہوتا تو اب تک تاوان کے لئے کال آ چکی ہوتی، آپ اپنے گھر سے پتہ کریں کیا معلوم آپ کی بیٹی اپنی مرضی سے فرار ہوئی ہو۔'' انسپکٹر نے کہا تو ریحان شاہ نے انہیں لتاڑ کر رکھ دیا۔

''ہمارے خاندان کا یہ اصول نہیں انسپکٹر صاحب، مجھے اپنی بیٹی پر مکمل بھروسہ ہے۔'' انہوں نے درشتی سے کہا اور کرسی کو ٹانگ مار کر پولیس اسٹیشن سے باہر نکل آئے۔

ان کی نوجوان بیٹی لاپتہ تھی پچھلے چوبیس گھنٹوں سے شاہ پیلس کی مسکراہٹیں چھین لی تھیں، عمارہ شاہ نڈھال تھیں تو ریحان شاہ کو عزت و آبرو کے لٹنے کے خوف نے لٹھے کی مانند سفید کر دیا تھا، شاہ پیلس پر گمنام تاریکی کا بسیرا تھا۔

☆☆☆

کوئی اس پر جھکا اس کے گال تھپتھپا رہا تھا، چند لمحے وہ غائب دماغی سے لیٹی رہی، پھر جب ذہن سوچنے سمجھنے کے قابل ہوا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

''تھینک گاڈ تمہیں ہوش تو آیا، پچھلے چوبیس گھنٹے سے بے ہوش ہو تم۔'' شاہ ویز علی خان نے بغور اس کی مدھم پڑی رنگت کا جائزہ لیا اور لاپرواہی سے بولا۔

''میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں مجھے میرے گھر چھوڑ آؤ، میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔'' اس نے سسکتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

''اگر تم سب کچھ قبول کر لو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔'' اس نے محض لیہا شاہ کو ٹٹولنا چاہا۔

''ہاں، میں نے ہی تم سے بات کی تھی میں نے ہی تمہیں بے وقوف بنایا ہے، دیکھو میں نے سب کچھ مان لیا اب مجھے گھر چھوڑ آؤ، مجھے مما کے پاس جانا ہے۔'' وہ بلک رہی تھی اور اس کے اقرار پر شاہ ویز علی خان پر اشتعال غالب آ گیا تھا۔

''مرو یہیں پر، سڑتی ہو، کہیں نہیں جانے دوں گا تمہیں۔'' اس نے انگشت شہادت سے اسے وارن کیا اور پورے زور سے دروازہ بند کیا۔

''تم کب تک آ رہے ہو ارحم، میں مزید اسے نہیں سنبھال سکتا۔'' اس نے فوراً ارحم سے رابطہ کیا۔

''بس میں پہنچنے والا ہوں، تو فکر مت کر، تو اسے چھوڑ کر آفس کا ایک چکر لگا لے۔''

''نہیں یار! میں اسے کسی کے حوالے نہیں

کرنا چاہتا، اکیلی لڑکی ہے اور خوبصورت بھی حد سے زیادہ، میں نہیں چاہتا کہ کسی کی میلی نظر اس پر پڑے، ویسے تو دونوں ملازم میں نے گھر سے منگوائے ہیں اور دونوں ہی بھروسے کے ہیں مگر پھر بھی مجھے خوف آتا ہے، میں خود اس کی نگرانی کروں گا۔'' اس کا پرس اور موبائل شاہ ویز علی خان نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔

پہلے پرس میں اس کا آئی ڈی کارڈ اور کریڈٹ کارڈ وغیرہ تھے، جو وہ بلاک کروا چکا تھا، سیل فون اس نے آف کر دیا تھا تاکہ کوئی رابطہ ممکن نہ ہو سکے۔

''اچھا ٹھیک ہے جیسے تجھے ٹھیک لگے کر۔''

''او کے جلدی ملتے ہیں پھر۔'' شاہ ویز علی خان نے کہا اور کال کاٹ دی۔

☆☆☆

''ان پیپرز پر سائن کر دو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔''

''کیا ہے ان پیپرز پر۔''

''نکاح نامہ ہے۔'' شاہ ویز خان نے مختصراً کہا۔

''کیا...... تم ایسا نہیں کر سکتے۔'' اس کے پاؤں تلے زمین سرک گئی۔

''میں نے وضاحت نہیں مانگی، ان پیپرز پر سائن کرو اور آزاد ہو جاؤ، ورنہ میں کسی صورت میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔'' اس کا انداز دو ٹوک تھا۔

''نہیں کروں گی سائن، مجھے تمہاری شکل سے بھی نفرت ہے۔'' وہ بے بسی سے چلائی تھی۔

''او کے پھر ٹیک کیئر، جب عقل ٹھکانے آ جائے تو بتا دینا اور ہاں کھانا کھا لو میں مزید ڈرامے بازی ہرگز برداشت نہیں کروں گا۔'' وہ درشتی سے کہتا کمرے سے باہر نکل گیا اور لیہا شاہ اپنی زندگی کی بربادی پر ایک بار پھر نوحہ کناں تھی۔

☆☆☆

''مبارک ہو میرا یار تو زبردستی کا دولہا بن گیا۔'' ارحم نے اسے بڑے تمسخر سے مبارکباد دی۔

''ایسا مت کہو ارحم۔''

''تو پھر تو نے ایسا کیوں کیا یار، تو اسے معاف بھی تو کر سکتا تھا۔''

''میری کتاب میں معافی جیسے الفاظ نہیں ہیں ارحم، اس نے میرے پیار کو کھیل بنایا، مجھے ساری دنیا کے سامنے تماشہ بنایا، اب میں اسے تماشہ بنا دوں گا، آئندہ وہ کبھی کچھ ایسا کرنے کی جرأت نہیں کرے گی اور ویسے بھی اس نے خود اپنا گناہ قبول کیا ہے۔'' وہ زہر خند لہجے میں بولا۔

تین دن کی ضد کے بعد بالآخر لیہا شاہ کو ہار ماننی پڑی، اپنی عزت کو بچانے کے لئے اس نے نکاح نامے پر دستخط کر دیئے اور فتح سے سرشار وہ شخص فوراً اسے شاہ پیلس چھوڑ گیا تھا، اسے تین دن بعد یوں ویران سی دیکھ کر عمارہ شاہ کا دل دہل گیا تھا۔

وہ کہاں تھی پچھلے تین دنوں سے، ان گزشتہ دنوں میں اس کے ساتھ کیا ہوا؟ ایسے ہزاروں سوال تھے، مگر وہ کسی بھی سوال کا جواب دینے سے قاصر تھی، ڈاکٹر نے اس کا تفصیلی چیک اپ کیا تھا۔

''انہیں شدید ذہنی ڈپریشن اور دباؤ سے، جس کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو چکی ہیں ان سے پریشانی اور ٹینشن کو دور رکھیں، میں نے انہیں خواب آور ادویات دے دی ہیں، انہیں آرام کرنے دیں، انشاء اللہ یہ جلد صحت یاب ہو جائیں گی۔'' ڈاکٹر نے تسلی دی تو ریحان شاہ انہیں باہر

چھوڑنے چلے گئے۔
پچھلے ایک ہفتے سے وہ چپ کی بکل اوڑھے تھی، ایک شخص کی وہ بیوی بن چکی تھی یہ اس قدر شرمناک تھا کہ وہ بے گناہی کے لئے بھی لب وا نہ کر سکی، اس کی طبیعت خرابی کے پیش نظر تمام جملہ افراد نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا۔
''لیہا بیٹا کچھ تو کھالو، یہ لو یہ سوپ پی لو۔'' عمارہ شاہ نے بہت محبت سے سوپ پینے پر آمادہ کیا۔
وہ آہستہ آہستہ سوپ پینے لگی تھی، جب کچھ سوٹڈ بوٹڈ افراد لاؤنج میں داخل ہوئے ان کے پیچھے وہ شخص بھی تھا جو اس کے کردار کو معیوب بنا چکا تھا۔
''السلام علیکم!'' اس میں سے ایک بارعب شخص نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔
''وعلیکم السلام، لیکن معذرت کے ساتھ کہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔'' ان کا مصافحے کے لئے بڑھتا ہاتھ تھام کر ریحان شاہ نے کہا۔
''آیئے تشریف رکھیے۔''
''جی شکریہ۔''
''فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔'' ریحان شاہ نے پوچھا۔
''نکالیں انہیں اس گھر سے باہر پاپا، یہ میرے گناہ گار ہیں پاپا، اس شخص نے میری زندگی برباد کر دی۔'' انہیں بیٹھتا دیکھ کر وہ ہوش کھو بیٹھی تھی، وہ بری طرح چلانے لگی تھی، عاریش اور عمارہ شاہ اسے واپس کمرے میں لے گئیں۔
''میں شیراز علی خان، بے وقت حاضری کے لئے معافی چاہتا ہوں شاہ صاحب، لیکن میں اپنی بہو کی رخصتی کے لئے درخواست لے کر آیا ہوں۔''
''کون سی بہو، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟'' وہ ناسمجھی کے عالم میں بولے۔
''میں سمجھاتا ہوں، گزشتہ ایک سال سے آپ کی بیٹی اور ہمارا بیٹا ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں، پھر شاید آپ سے خوف زدہ ہو کر آپ کی بیٹی نے شادی سے انکار کر دیا، جس پر شاہ ویز نے غصے میں آ کر زبردستی......'' وہ کچھ لمحے کے لئے رکے۔
''زبردستی آپ کی بیٹی سے نکاح کر لیا۔'' انہوں نے ایک بم پھوڑا تھا، شاہ پیلس کے مکینوں پر۔
''یہ کیا بکواس ہے، کسی کی عزت پر کیچڑ اچھالتے ہوئے شرم نہیں آتی آپ کو۔'' ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔
''میں آپ سے اپنے بیٹے کی غلطی کے لئے معافی چاہتا ہوں، شاہ صاحب، لیکن بچوں سے جو کچھ ہوا اسے ہمیں ہی فہم و فراست سے سلجھانا ہو گا اور جو کچھ بھی آپ کہیں، آپ کی بیٹی اب ہمارے گھر کی بہو ہے۔'' انہوں نے کہا اور پھر تھوڑے سے ردوبدل سے تمام روداد انہیں سنا دی، اس کے ساتھ ہی نکاح نامہ بھی پیش کر دیا، کہنے کو کچھ باقی نہ تھا، جس بیٹی کے منہ میں سونے کا نوالہ دیا تھا وہ ہی ان کی عزت کی دھجیاں بکھیر دے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے، کسی راہ چلتی لڑکی کو پکڑ کر کوئی نکاح پر آمادہ نہیں کر سکتا، یقیناً اس واقعے میں کچھ نہ کچھ سچائی تھی، جو معاملہ اس نہج تک پہنچا۔
''لیہا کو بلاؤ عمارہ۔'' انہوں نے حکم صادر کیا، ان کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں تو وجود مارے غم و غصے کے کانپ رہا تھا، ان کی آواز نے شاہ پیلس کے درودیوار ہلا دیئے تھے۔
''آپ کیا کرنے والے ہیں ریحان، مجھے

اپنی بچی پر پورا بھروسہ ہے، وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔'' عمارہ شاہ نے دہائی دی۔
''میں نے کوئی صفائی نہیں مانگی عمارہ، جو کہا ہے وہ کرو۔'' ان کے دھیمے لہجے میں بھی شیر کی سی دھاڑ کی لپک تھی۔
''جی پاپا۔'' دوپٹے میں چھپی وہ نازک سی لڑکی ڈری سہمی سی سامنے آئی۔
''آپ اپنی بہو کے لے جا سکتے ہیں شیراز خان، آج کے بعد اس لڑکی کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، میں نے مان لیا کہ میری طرف ایک ہی بیٹی ہے، میری لیہا شاہ نامی کوئی بیٹی نہیں۔'' انہوں نے شیراز علی خان کو مخاطب کیا اور اندر کی طرف بڑھنے لگے۔
''نہیں پاپا ایسا مت کریں، مجھے اس طرح خود سے جدا مت کریں، پلیز مجھے اپنی صفائی کا ایک موقع دیں، میں بے قصور ہوں۔'' وہ دوڑ کر ان کے قدموں سے لپٹ گئی، انہوں نے بالوں سے پکڑ کر اسے اٹھایا تھا اور ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر رسید کیا، وہ دو قدم اچھل کر پیچھے گی، درد کے احساس سے وہ دوہری ہو گئی تھی، شاہ ویز علی خان دوڑ کر آگے بڑھا تھا، بازو سے پکڑ کر اسے اٹھایا ریحان شاہ کی آنکھوں میں مرچیں بھرنے لگی تھیں۔
''پاپا مجھے غلط مت سمجھیں، آپ کی نفرت مجھے مار ڈالے گی۔'' وہ ایک بار پھر ان کی طرف لپکی۔
''چلی جاؤ یہاں سے لیہا ورنہ میں تمہیں مار ڈالوں گا۔'' ریحان شاہ نے اسے گردن سے دبوچا تھا اور اس کے چہرے پر طمانچوں کی بارش کر دی تھی۔
''مجھے کاٹ کر پھینک دیں پاپا مگر مجھے ان کے حوالے مت کریں۔''
عمارہ شاہ نے بہت مشکل سے ان کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا، ان کے شدید حملوں سے وہ نڈھال ہو چکی تھی، شاہ ویز خان نے اسے آگے بڑھ کر بانہوں میں بھر لیا، اس کے ناک اور دانتوں سے خون بہہ رہا تھا، اس کے رخسار سرخ ہو چکے تھے اور ان پر انگلیوں کے نشان ثبت ہو کر رہ گئے، اس کا نچلا ہونٹ بری طرح پھٹ گیا تھا، اس کے لمبے بال بکھر گئے تھے، اس کا دوپٹہ دہلیز پر کہیں پڑا تھا۔
''مار ڈالیں گے کیا اسے؟ لے جائیں اسے یہاں سے پھر کبھی مت لایئے گا۔'' عمارہ شاہ نے کہا اور ریحان شاہ کو اندر لے جانے کی کوشش کرنے لگی۔
لیہا شاہ بے ہوش ہو چکی تھی، شیراز خان نے اسے دوپٹہ اوڑھایا اور شاہ ویز علی خان نے اسے بانہوں میں اٹھا کر گاڑی کا رخ کیا۔

☆☆☆

''عاریش کیا بیا نے کبھی تمہیں بھی اس لڑکے کے بارے میں نہیں بتایا۔'' عاریش شاہ دونوں کے لئے چائے بنا رہی تھی جب عمارہ شاہ نے اس سے استفسار کیا۔
''ج...... جی نہیں مما...... میری بھی اس سے اس بارے میں بات نہیں ہوئی۔'' وہ متذبذب سی ڈگمگائے ہوئے لہجے میں بولی۔
''کتنا چاہا تھا ہم نے اسے عاریش، کتنی آسائشات دی تھیں اسے، کتنا اعتماد دیا تھا اسے، اس کی زبان سے کسی خواہش کا اظہار ہونے سے قبل اسے پورا کیا تمہارے پاپا نے اور اس نے......'' بات ادھوری چھوڑ کر وہ سسکنے لگی تھیں۔
''بس کریں مما، کیوں اس کی شرمناک حرکت یاد کر کے خود رنجیدہ ملول ہو رہی ہیں، جب اس نے ہماری فکر نہیں کی تو آپ کیوں خود کو

اذیت میں مبتلا کر رہی ہیں۔"

"میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی، تمہارے پاپا کا سر اس نے ندامت سے جھکا دیا ہے، ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔" آخر میں بری طرح بلکنے لگی تھیں۔

"مما آپ کے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں پلیز مت روئیں۔" عاریش شاہ نے انہیں خود سے لگالیا۔

"تمہاری معصوم آنکھوں میں تو میں نے کبھی راز نہیں دیکھا تھا تو پھر یہ سب کیسے ہو گیا بیا میری بچی۔" کسی نے ان کا دل مٹھی میں لے کر مسلا تھا، وہ لاکھ اس سے نفرت کا اعلان کرتیں مگر تھی تو وہ ان کا جگر کا ٹکڑا، ان کا کرب ماں کا کرب تھا، نیزے کی کوئی انی تھی جو ان کے وجود میں گڑی جا رہی تھی۔

☆☆☆

ایہا شاہ کے لئے عندلیب خان نے فل ٹائم نرس کا بندوبست کر لیا تھا، ڈاکٹر اسے خواب آور ادویات دے کر جا چکے تھے، اس کے حلیے کو درست کر کے عندلیب خان بھی لائٹ آف کر کے لاؤنج میں چلی آئیں، جہاں ارحم، شیراز خان اور شاہ ویز علی خان پہلے سے ہی موجود تھے۔

"تمہیں معلوم ہے کتنی بڑی غلطی کی ہے تم نے، مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی شاہ ویز، کسی کو زدو کوب کرتے ہوئے تمہارا شعور بالکل نہ ڈگمگایا، شیم آن یو۔" شیراز خان نے نفرت سے ہنکارا بھرا۔

"آئی ایم سوری پاپا میں خود ہر گز ایسا کچھ نہیں چاہتا تھا، مگر اس کی حرکت نے مجھے مشتعل کر دیا تھا اور مجھے جو بہتر لگا میں نے کر دیا۔" اس کے لہجے میں ندامت کی جھلک بہت نمایاں تھی۔

"کس قدر ذلت اٹھائی ہے اس معصوم لڑکی نے تمہارے اس فعل سے، اس کے چہرے کے تقدس کو دیکھ کر مجھے لگتا ہی نہیں وہ کبھی اس طرح کی کوئی حرکت کر سکتی ہے۔" عندلیب خان نے تاسف سے سر ہلایا۔

"کوئی معصوم نہیں ہے وہ ماما، ٹھیک ہے مجھ سے کسی حد تک غلطی ہوئی ہے مگر کوئی تقدس و تقدیس والی بات نہیں ہے، اس خوبصورت چہرے کے پیچھے بہت بڑی ڈرامے باز چھپی ہے۔" چشم تصور میں بے ہوش ایہا شاہ کو لا کر وہ زم مگر مرتعش لہجے میں بولا۔

"مائنڈ یور لینگویج شاہ ویز۔" شیراز علی خان نے فوراً تنبیہ کی۔

"سوری پاپا۔" وہ فوراً شرمندگی سے معذرت کر گیا۔

"اگر یہ بات میڈیا تک پہنچ جاتی تو جانتے ہو اس کے کس قدر منفی اثرات مرتب ہو سکتے تھے، اگر وہ لوگ کوئی ایکشن لے لیتے تو یہ مسئلہ کس قدر لمبا چلتا، خیر کچھ حد تک مسئلہ حل ہو گیا لیکن اس کا یہ قطعاً مطلب نہیں کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے شاہ ویز، ایک گھر کی عزت و تقدس کو داؤ پر لگانے کے لئے میری نظروں میں تم ہمیشہ ایک درجہ نیچے ہی رہو گے اور اگر میں نے تمہیں اس معاملے میں سپورٹ کیا ہے تو معاشرے میں اپنے مقام کے دفاع کے لئے ورنہ میں ہرگز تمہارا ساتھ نہ دیتا۔" انہوں نے دوٹوک الفاظ میں کہا اور مزید کسی بحث کا موقع دیئے بغیر اپنے کمرے کا رخ کیا۔

"ماما پلیز پاپا کو سمجھائیں۔" ان کے فیصلے سے وہ بہت ہرٹ ہوا تھا۔

"میں کیا سمجھاؤں جو انہیں بہتر لگا انہوں نے کہا، اگر وہ لڑکی اس جرم میں ملوث ہے اور سزا

کاٹ رہی ہے تو آپ نے بھی اس میں برابر کی شرکت داری کی ہے، آپ بھی اتنی ہی سزا کے مستحق ہیں، آپ مرد ہیں تو اس لئے ہم آپ کو معاف نہیں کر سکتے۔" عندلیب خان نے بھی اپنے زوجیت کے حقوق پورے کیے۔

ارحم کو شیراز خان نے اپنے کمرے میں بلایا تھا اور اس سے چیدہ چیدہ نکات پر بات کر رہے تھے، وہ مغموم سا اپنے کمرے میں پہنچا۔

سامنے ہی اس کے بیڈ پر وہ سراپا حسن خود سے بے خبر لیٹی تھی، اس کے سوتے ہوئے خوابیدہ سے خدوخال میں بھی کرب جیسے بسیرا کر گیا تھا اس کا نچلا ہونٹ سوجا ہوا تھا، آنکھیں بھی متورم تھیں، نازک سے رخسار دہک کر انگارہ ہو رہے تھے، ان پر ثبت انگلیوں کے نشان جیسے اس کی ذلت کی کہانی سنا رہے تھے۔

شاہ ویز خان نے اپنی رگیں کٹتی محسوس کی تھیں، اس کا دل چاہا تھا سب کچھ بھول کر اسے اپنے سینے سے لگا لے مگر چند لمحوں تک وہ اس خیال سے چھٹکارا پا چکا تھا۔

"تم نے اچھا نہیں کیا ایہا، میں نے تم سے بہت محبت کی تھی۔" اس کے رخساروں کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چھو کر اس نے نرمی سے کہا اور کمرہ لاک کر کے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

"جب تم اسے بغیر نکاح کیے بھی سبق سکھا سکتے تھے تو تم نے ہمیشہ کے لئے یہ مصیبت کیوں گلے ڈالی۔"

وہ آج کل ارحم کے ساتھ اس کے گھر قیام پذیر تھا، کیونکہ شاہ ویز ہاؤس پر صرف ایہا شاہ کا قبضہ تھا، اسے دیکھتے ہی وہ آپے سے باہر ہونے لگتی تھی، وہ ہسٹریائی انداز میں چلانے لگتی تھی اور ہر وہ چیز جو اس کے ہاتھ لگتی وہ دیوار میں دے مارتی، چنانچہ اس کے سیریس حالت کے پیش نظر اس کی بیداری کے دورانیے میں وہ شاہ ویز ہاؤس جانے سے پرہیز کرتا تھا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا ارحم، میں کبھی اس کے ساتھ ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔" وہ فوراً تپ کر بولا۔

"کیوں نہیں سوچ سکتا جب تو اس سے نفرت کرتا ہے تو چلا ڈالا اسے ایسی نفرت سے۔" ارحم نجانے اس سے کیا اگلوانا چاہتا تھا۔

"بکواس مت کرو ارحم ورنہ میں تیرا سر توڑ دوں گا۔" وہ جارحانہ انداز میں اس کی سمت بڑھا تھا۔

"خود سے مت بھاگ شاہ ویز، یہ صرف دلاسہ ہے جو تو خود کو دے رہا ہے کہ تو نے اس سے بدلہ لیا ہے، ورنہ تو اس سے اس قدر محبت کرتا ہے کہ جب اس نے تجھے پہچاننے سے انکار کیا تو اس سے دوری کے احساس نے تجھے حواس باختہ کر دیا، تب ہی تو نے اس سے نکاح کر کے اسے ہمیشہ کے لیے بنا لیا، ہاں جب اس نے تجھ سے کسی بھی قسم کے تعلق سے انکار کیا تو تب تو مشتعل تھا مگر اب تو صرف اس سے محبت کرتا ہے میرے یار، اس کا تجھے اتنا خیال ہے کہ اسے تکلیف سے بچانے کے لئے تو اس کے سامنے بھی نہیں جاتا۔" ارحم نے دھیرے دھیرے اس کی ذات کے الجھے دھاگے سلجھانے شروع کیے۔

"ایسا کچھ نہیں یار! اس نے خود اپنے جرم کا اقرار کیا ہے، اگر میں اسے ایسے ہی چھوڑ دیتا تو وہ کیسے عبرت پکڑتی، کسی ایک کردار کو سبق سکھائیں گے تو معاشرے میں سدھار پیدا ہو گا۔" وہ اپنے موقف پر قائم تھا۔

"ہاں اگر تو مجھے اپنے گھر سے نکالنا چاہتا ہے تو الگ بات ہے۔" وہ مزید گویا ہوا۔

"بکواس مت کر، تو جب تک چاہے یہاں رہ سکتا ہے۔" ارحم نے فوراً دلی خلوص سے کہا۔
"او کے پھر میں گھر کا چکر لگا آتا ہوں مما سے ملنے کو دل کر رہا ہے۔" اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور مسکراتا ہوا نکل گیا۔

☆☆☆

لیہا شاہ کی طبیعت قدرے سنبھل گئی تھی، زندگی میں آنے والے طوفان سے اس نے سمجھوتہ کرلیا تھا، وہ چپ چاپ اس محل نما قید میں دن گزار رہی تھی، عندلیب اس کی دلجوئی کی حتی المقدور کوشش کر رہی تھیں مگر وہ لب سے اپنی ہونٹوں کی جنبش پر قفل باندھے تھی۔
"مما کہاں ہیں؟" سیٹی پر بڑی پیاری سی دھن بجاتے ہوئے وہ اپنی ہی رو میں داخل ہوا تھا، جب لابی میں اسے ملازمہ مل گئی۔
"بی بی صاحبہ تو گھر پر نہیں ہیں۔" ملازمہ نے فوراً مستعدی سے جواب دیا۔
"اور چھوٹی بی بی۔" اس نے تیکھے چتون اٹھا کر سوالیہ نظروں سے پوچھا۔
"وہ اپنے کمرے میں ہیں چھوٹے بابا۔"
"یعنی آپ کے کمرے میں ہیں۔" اس کی نظروں کے سوال کو پڑھ کر ملازمہ نے وضاحت کی۔
"او کے تم جاؤ۔" اس نے حکم صادر کیا اور اپنے کمرے کا رخ کیا۔
جہاں پر لیہا شاہ کی حکمرانی تھی، وہ دروازہ ناک کیے بغیر اندر گھس گیا تھا، دروازہ کھلنے کی آہٹ پر لیہا نے چونک کر دیکھا تھا، وہ صوفہ کم بیڈ پر ترچھی لیٹی تھی، فوراً سیدھی ہو کر اس نے دوپٹہ درست زاویے سے لیا۔
سرخ رنگ کے جدید تراش خراش کے سوٹ میں وہ اپسرا بے حد حسین و جمیل لگ رہی تھی شاہ ویز خان نجانے کیوں محفوظ ہونے لگا تھا۔
"کافی بہتر لگ رہی ہو پہلے سے۔" اس کی تعریف کا ارادہ موقوف کرتے ہوئے اس نے اس کی صحت پر تبصرہ کیا۔
"نکلو یہاں سے ورنہ میں تمہاری شکل بگاڑ دوں گی۔" وہ جارحانہ انداز میں آگے بڑھی۔
"کام ڈاؤن مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔
"مگر مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ زہریلے انداز میں بولی۔
"نکلو یہاں سے میں تمہیں ایک منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔" اس کی آنکھیں شعلہ بار تھی تو زبان بھی زہر ہی اگل رہی تھی۔
"تو رعب کس چیز کا ڈال رہی ہو مجھ پر، بائی داوے یہ کمرا تمہارا نہیں میرا ہے۔" اس کے غصے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہ مزے پر بولا، یہ لال گلابی شیرنی نجانے کیوں اسے آج شرارت پر اکسا رہی تھی۔
"میں تمہاری یہ مسکراہٹ نوچ لوں گی شاہ ویز علی خان تم نے مجھے ذلیل کیا ہے، میں تمہاری خوشیوں میں بھی آگ لگا دوں گی، میں تمہارا جینا دوبھر کر دوں گی، تمہاری زندگی اجیرن کر دوں گی مائنڈ اٹ۔" اس نے انگشت شہادت سے اسے وارن کیا۔
"کرلو تم بہت کچھ کر سکتی ہو مس لیہا، بہت سارے جوہر تو میں پہلے ہی دیکھ چکا تھا، میرے خیال میں ابھی بھی بہت زعم ہے تمہیں خود پر، اتنا سب ہونے کے بعد بھی۔" اس نے جیسے اس کے زخم پر انگلی رکھ کر دبایا تھا وہ تکلیف سے زرد پڑ گئی تھی۔
"میرے کردار پر انگلی مت اٹھانا شاہ ویز

خان میں تمہاری جان لے لوں گی۔" اپنے آنسوؤں کو رگڑتے ہوئے اس نے کڑک دار آواز میں کہا۔
"بہت جلد میں نکل جاؤں گی یہاں سے۔" اس نے دھمکی دی اور تیزی سے باہر کا رخ کیا، شاہ ویز خان نے اسی تیزی سے اس کے مقابل آ کر اسے دونوں بازوؤں سے تھام لیا تھا۔
"چھوڑو مجھے۔" غصے کی تیز لہر اس کے وجود میں سرائیت کر گئی۔
"مجھے کوئی شوق نہیں ہے تم سے بات کرنے کا یا تمہاری شکل دیکھنے کا، تمہارا رزلٹ آ گیا ہے وہی بتانے آیا تھا تمہیں۔" ایک جھٹکے سے اسے دیوار کے ساتھ لگا کر اس نے لیہا شاہ کے شانوں پر گرفت مضبوط کی تھی۔
"مجھے کچھ نہیں جاننا چھوڑو مجھے۔" اس نے بے بسی سے اپنے وجود کو جھنجھوڑ ڈالا۔
"ویسے کافی انٹیلی جینٹ ہو تم، ریکارڈ بریکنگ رزلٹ دیا ہے تم نے تمہیں یاد ہے ایک بار پہلے بھی میں نے تمہاری ایسے ہی تعریف کی تھی۔" اس نے کہا اور تمام فاصلے سمیٹ دیئے۔
"مجھ سے دور ہو جاؤ شاہ ویز خان، ورنہ میرا دم گھٹ جائے گا۔" وہ چڑیا کی طرح پھڑ پھڑائی، پھر اس نے خود ہی زور سے دیوار میں سر مارا تھا، کنکریٹ کی پینٹ زدہ دیوار سے اس قدر شدت سے سر ٹکرانے سے اس کا سر لمحوں میں زخمی ہوا تھا۔
"آئندہ مجھے مت چھونا، شاید تمہارا میں کچھ نہ بگاڑ سکوں لیکن میں خود کو مار ڈالوں گی۔" اس نے نیم بے ہوشی سے جملہ ادا کیا اور پھر لڑکھڑا کر اس پر آن گری، شاہ ویز خان نے حواس باختگی سے اس کے سر سے نکلتے خون کو دیکھا تھا اور ڈاکٹر کو فون کرنے بھاگا۔

☆☆☆

"خطرے کی کوئی بات نہیں مما، ڈاکٹر نے کہا ہے معمولی زخم ہے جلد ہی مندمل ہو جائے گا۔"
شام کو جب شیراز خان اور عندلیب خان لوٹے تو اسے اس حالت میں دیکھ کر تشویش میں مبتلا ہو گئے۔
"لیکن تم نے تو اسے کچھ نہیں کہا۔" عندلیب خان نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"مام پلیز، آپ اب مجھ پر تو شک مت کریں، خود اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتیں، شکر کریں میں وقت پر پہنچ گیا، ورنہ پتہ نہیں میڈم کا کیا ہوتا اور آپ الٹا مجھ پر ہی برس رہی ہیں۔" اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔
"لیہا بیٹا اگر آپ زیادہ تکلیف میں نہیں ہیں تو بتائیں آپ کو یہ چوٹ کیسے لگی۔" شاہ ویز خان کا تفصیلی جواب سن کر وہ لیہا کی طرف متوجہ ہوئیں، جو آنکھیں بند کیے لیٹی تھی اور ایک ہاتھ چہرے پر رکھا ہوا تھا مگر وہ سو نہیں رہی تھی۔
"کچھ نہیں آنٹی مجھے چکر آ گیا تھا میں توازن برقرار نہیں رکھ پائی اور گر گئی، اسی وجہ سے سر پر چوٹ لگ گئی۔" اس نے مختصراً کہا اور دوبارہ آنکھیں موند لیں، وہ خود نہیں بتانا چاہتی تھی کہ شاہ ویز خان نے اس کے ساتھ کیا کیا، اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس کی جارحیت بیان کر پاتی، اس لئے خاموش رہی۔
پھر عندلیب نے بہت اصرار سے اسے جوس پلایا، اس سارے دورانیے میں شاہ ویز خان وہاں موجود رہا لیکن لیہا نے خلاف توقع کوئی شور نہیں مچایا۔
"اپنا خیال رکھنا میں نے ملازمہ کو پابند کر

دیا ہے کسی چیز کی ضرورت ہو تو منگوا لیجئے گا۔"
عندلیب خان نے ہدایت دی، اس کی پیشانی پر بوسہ دیا، بکھرے بال ہٹائے اور شاہ ویز خان کو اشارے سے باہر جانے کا کہا۔

☆☆☆

"مما میں اپنے کمرے میں رہنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے میں ایہا کو گیسٹ روم میں شفٹ کر دیتی ہوں۔"

"میں نے ایسا کب کہا؟"

"تو پھر......؟" عندلیب نے مارجرین واپس رکھا اور نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھا۔

"مطلب وہ بھی وہیں رہے اور میں بھی۔"
اس نے آنکھیں جھکا کر قدرے دھیمے لہجے میں کہا، نا چاہتے ہوئے بھی شیراز خان کے ہونٹوں پر مبہم سا تبسم بکھر گیا۔

"وہ شرعی طور پر تمہاری بیوی ہے، اس فیصلے میں مجھے کوئی برائی نظر نہیں آتی لیکن آپ کا کیس نارمل کیسز سے ذرا مختلف ہے شاہی، بیٹا آپ کی بیوی آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی، ایسے میں ایک ساتھ رہنا آئی تھنک اٹس امپاسبل۔" انہوں نے کافی دور اندیشی سے جواب دیا۔

"مما ہم ہر ایک بات اس کی مانتے جائیں گے تو وہ مزید ہٹ دھرم اور ضدی ہوتی جائے گی، میں اب اسے مزید خود سے بدگمان نہیں رکھ سکتا۔" اس نے جھنجھلا کر وضاحت دی۔

"میں وعدہ کرتا ہوں مما، میں اسے ہینڈل کر لوں گا، پلیز مجھے ایک موقع دیں۔" اس کا انداز ملتجیانہ تھا، عندلیب خان نے ایک نظر لاتعلق سے بیٹھے شیراز خان پر ڈالی انہوں نے آنکھ کے اشارے سے اجازت دی۔

"اوکے ٹھیک ہے تم ایک کوشش کر کے دیکھ لو بیٹا، بٹ کیپ ان مائنڈ، کوئی زور زبردستی نہیں چلے گی، اس کی خواہش ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہو گی۔" عندلیب خان نے اجازت کے ساتھ شرط بھی عائد کی تھی اور وہ نجانے کیوں خوش ہوئے جا رہا تھا۔

اپنی حالت وہ سمجھنے سے قاصر تھا، پہلے وہ اس سے محبت کرتا تھا پھر وہ اس سے بدگمان ہو گیا، اس سے شدید نفرت کے اظہار کے طور پر اسے زبردستی اپنی زندگی میں شامل کر لیا اور اب اس کی تکلیف پر وہ خود کیوں کراہ اٹھتا تھا، وہ کھانا نہیں کھاتی تھی تو نوالہ اس کے حلق سے بھی نہیں اترتا تھا، وہ درد محسوس کرتی تو بے چین شاہ ویز خان بھی رہتا تھا، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ اس سے نفرت کر کے خود کو سزا دے رہا ہے یا اس سے محبت کر کے خود کو رنجیدہ کر رہا ہے، اپنا عمل اسے خود لاشعور رکھے ہوئے تھا، وہ اس کے قریب بھی نہیں جانا چاہتا تھا اور اسے خود سے دور رکھنا بھی سوہان روح تھا، عجیب تضاد تھا اس کی سوچ اور عمل میں۔

سوچ میں بدگمانی اور نفرت تھی، تو عمل میں صرف اس کا خیال اور اس کی فکر۔

وہ اپنے آپ سے بے گانہ تھی، عندلیب کا اصرار بھی اس پر کوئی اثر نہیں کرتا تھا، اس کی دمکتی رنگت ہر گزرتے دن کے ساتھ مدھم پڑتی جا رہی تھی، وجود سے ساری تازگی جیسے نچڑ گئی تھی، وہ ضرورت کے تحت کھاتی تھی ورنہ کبھی کھانے کے پاس بھی نہ پھٹکتی۔

اس کی بگڑتی صحت اور ذہنی کیفیت نے درحقیقت اس پریشان کر دیا تھا، وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ ایہا شاہ اس قصے میں واقعی شامل بھی تھی یا نہیں، مگر اس کی مدد کے بغیر وہ کبھی اصل بات کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

بہر حال اس کی مناسب دیکھ بھال کے لئے اس نے خود اس کے قریب رہنے کا فیصلہ کیا تھا، تب ہی وہ اصل معاملے کی جانچ پڑتال کر سکتا تھا، ایہا شاہ کو اس فیصلے پر منانا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا مگر اسے یہ کرنا تھا۔

کوئی گناہ گار ہوتے ہوئے اسے طویل عرصے تک احتجاج کیسے کر سکتا ہے، وہ اس پہلو پر سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

☆☆☆

سفید گلابوں کی خوشبو سے پورا کمرہ مہک اٹھا تھا، سورج کی کرنیں دھرتی پر اپنی شفاف کرنیں پھیلا کر نئے دن کی نوید سنا رہی تھیں، آسمان کی وسعتوں میں غوطہ کھاتے بادل جیسے سورج کے احترام میں جگہ چھوڑتے جا رہے تھے، بادلوں کے مرغولے یہاں وہاں اڑتے گم ہوتے جا رہے تھے، پرندوں کی چہچہاہٹ زندگی کی مانوس سی ہلچل پیدا کر رہی تھی، سبک ہوا دبے پاؤں گلاس ونڈو سے ٹکرائی تھی اور ایہا شاہ کے بند در کو دیکھ کر اسی شرارت سے واپس مڑ گئی، دبیز پردوں نے سورج کی پرحدت کرنوں کو ایہا شاہ تک پہنچنے میں ناکام بنا دیا تھا۔

ایک بھرپور نیند لینے کے بعد وہ بہت تازہ دم سی ہو کر اٹھ بیٹھی، اتنے اعصابی تھکان سے بھرپور دنوں کے بعد وہ پہلی بار لاپرواہ ہو کر مزے سے سوئی تھی شاید ٹرنکولائزر کا اثر تھا جو اس نے پچھلے ایک ہفتے سے شروع کر رکھی تھیں۔

اس نے اٹھ کر بکھرے بال سمیٹے اور باندھنے کی کوشش نہیں کی، سلیپر پاؤں میں اڑسے اور دبیز پردے ہٹا دیئے سورج کی شعاعیں چھن چھن کر اندر آنے لگیں، ٹھنڈے ہوا کے جاندار جھونکے نے اس کا خیر مقدم کیا، اس کا موڈ ایک دم سے فریش ہو گیا، اچانک اس کی نظر کمرے کے وسط میں سجے گلاس ٹیبل پر رکھے گلدان میں سجے بے حد خوبصورت سفید پھولوں پر پڑی۔

وہ سفید گلابوں کی دیوانی تھی اس نے جھک کر انہیں اٹھا لیا اور ان کی تازگی کو اپنے اندر تک اتار لیا، اس نے اپنے رخساروں سے چھو کر ان کی نرمی کو محسوس کیا اور پھر ان پر اپنے لب رکھ دیئے، اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی، وہ جو انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھی، اس کا ارتکاز ٹوٹ گیا۔

"یس کم آن۔" اس نے اجازت دی اور خود بھی چوکس ہو گئی، بلیک نائٹی میں اس کا متناسب سراپا بے حد پرکشش لگ رہا تھا۔

"آپ سے میری خوشی برداشت نہیں ہوتی جو آپ اسے غارت کرنے چلے آتے ہیں۔" اس کی پیشانی سلوٹ زدہ ہو گئی تھی، مگر شاہ ویز خان تو اس کے اس حلیے میں کھویا ہوا تھا، دوپٹے سے بے نیاز اس کمرے میں تمام حقوق ملکیت کے ساتھ گھومتی وہ اسے اپنے دل کے بہت قریب لگی تھی، اس کی جانچتی نگاہوں سے خائف ہو کر اس نے فوراً شال نکال کر اوڑھی، شاید اس کی استحقاق بھری نگاہوں کا اثر تھا کہ چند لمحوں کے لئے وہ بالکل انگشت بدنداں رہ گئی۔

"کچھ کام تھا آپ کو؟" وہ اس کی توجہ خود پر سے ہٹانا چاہتی تھی۔

"نہیں تو کوئی کام نہیں تھا، بہت دن اپنے روم سے دور رہ لیا اب اپنے ٹھکانے پر واپس آنا چاہتا ہوں، میں اپنا سامان بھجوا رہا ہوں آپ اپنی مرضی سے سیٹ کروا دیجئے، آئی مین وارڈ روب میں۔"

"تو میں کہاں رہوں گی آئی مین میرا روم کون سا ہے؟" وہ الجھ کر بولی۔

"یہ ہم دونوں کا روم ہے۔" اس نے ایک

ایک لفظ پر زور دیا۔

"آر یو آؤٹ آف مائنڈ آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ میں ایک کمرے میں آپ کے ساتھ رہوں گی۔" وہ فوراً تنک کر بولی۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامنے کھڑے شخص کو شوٹ کر دے۔

"میں نے آپ سے پوچھا نہیں بتایا ہے، مسز لیہا شاہ ویز خان، زیادہ واویلا کرنے کی ضرورت نہیں، جو میں نے کہہ دیا ہے وہی ہوگا اور اس بار تمہاری مدد کرنے والا کوئی نہیں، اینڈ لسن خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش مت کرنا ورنہ ابھی تو مجھے جانتی نہیں ہو۔" اس نے خطرناک تیور لئے بڑے کرخت لہجے میں کہا اور دوسری بات کا موقع دیئے بغیر باہر چلا گیا اور کمرہ بھی لاک کر دیا۔

وہ جانتا تھا اگر وہ بحث کرتا تو وہ اس سے جیت جاتی، مگر اب اسے ہر حال میں سچائی کے بے نقاب کرنا تھا اور لیہا شاہ کو اس سزا سے نکالنا تھا۔

☆☆☆

"تمہیں خود کو نیچرل نیند کا عادی بنانا ہوگا، آئندہ تم یہ ٹرنکولائزرز استعمال نہیں کرو گی۔" اس کے ہاتھ سے ٹیبلٹ لے کر اس نے اپنی ملکیت میں لیں، اس نے ایک تلخ نگاہ اس پر ڈالی اور کچھ بھی کہے بغیر لیٹ گئی، آنسو قطرہ قطرہ پگھل کر تکیے میں جذب ہونے لگے تھے، اپنی بے بسی اور مقدر کی سیاہ سیاہی سے لکھی تحریر نے اس کے وجود کو کانٹوں پر لیٹا دیا تھا، وہ اس شخص سے لڑتے لڑتے تھک گئی تھی اس سے نفرت کرتے کرتے تھک گئی تھی، اس کے اعصاب شل ہو گئے، وہ ذہنی تناؤ کا شکار تھی، اسے سکون کی ضرورت تھی، مگر سکون اس کے نصیب میں کہاں۔

اسے چپ چاپ لیٹتا دیکھ کر وہ بھی صوفہ کم بیڈ پر آلیٹا، اس کے ساتھ رہنے پر اس نے بہت محاذ آرائی کی تھی، بھوک ہڑتال، رونا دھونا، شور اور بہت سے ہر بے آزمائے مگر شاہ ویز خان اپنے موقف پر ڈٹا رہا، اسے مات دینے، اسے سمجھانے اسے سنبھالنے وہ اس کے پاس آتا تھا تب اس کی روح تک درد سے بلبلا اٹھتی تھی۔

چنانچہ اس نے شاہ ویز خان کے حق میں فیصلہ دے دیا تھا، اب کم از کم وہ اس سے ایک خاص فاصلے سے بات کرتا تھا۔

"کیا تمہیں بے بی پنک کلر پسند ہے؟"

"ہاں مگر آپ کو کیسے پتہ؟" اس نے چونک کر استفسار کیا۔

"کیا یہ کبھی تمہارا نمبر تھا؟" اس نے ڈائری پر لکھا ایک نمبر اس کی طرف بڑھایا۔

"ہاں یہ میرا نمبر تھا، مگر تمہارے پاس کیسے؟" حیرت کا ایک پہاڑ منہ کھولے کھڑا تھا۔

"تم بتاؤ مجھے یہ سب کچھ کیسے پتہ ہو سکتا ہے؟" اس کے اقرار پر وہ نا چاہتے ہوئے بھی سخت رویہ اپنانے پر مجبور ہو گیا تھا۔

"مجھے کیا معلوم، تم بتاؤ شاہ ویز خان کیسے یہ سب حاصل کر کے تم نے مجھے اپنے ظلم کا نشانہ بنایا، یہ سب کہانیاں گھڑ کر تم اپنے گناہ پر پردہ نہیں ڈال سکتے، اگر اس دنیا میں کسی شخص سے میں نے نفرت کی ہے تو وہ تم ہو شاہ ویز خان، اب اگر تم نے مجھ پر مزید شکوک و شبہات کا اظہار کر کے میرے زخموں کو کریدا تو مجھے میرے پاپا کی قسم میں اس کھڑکی سے کود کر اپنی جان دے دوں گی یا تمہیں قتل کر دوں گی۔" اس کی آنسوؤں سے لبریز آنکھوں میں اور لہجے میں اس قدر تھکاوٹ، بے بسی اور کرب تھا کہ شاہ ویز خان مزید ایک لفظ بھی ادا نہیں کر سکا۔

"اگر تم بے قصور ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں تمہارا مقام واپس دلاؤں گا لیکن اگر تم گناہ گار ہوتے ہوئے بھی معصومیت کا ڈھونگ رچاتی رہی تو یاد رکھنا مجھے خود نہیں معلوم میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا۔" ایک ایک لفظ کو اس نے چبا چبا کر ادا کیا تھا۔

"بڑے شوق سے کرو مسٹر شاہ ویز خان، مگر میں تمہیں اندر تک گھائل کر دوں گی مائنڈ اٹ۔" اس نے استہزائیہ انداز میں اسے دیکھا اور بڑی کاٹ دار مسکراہٹ سے نواز کر واپس لوٹ گئی۔

☆☆☆

"کل تمہاری بہن کی مہندی ہے لیہا۔"

"تمہیں کیسے پتہ؟"

"بس پتہ ہے۔" شاہ ویز خان نے کندھے اچکائے۔

وہ جو اپنے کپڑے ہینگ کر رہی تھی اس سرگرمی کو ملتوی کر کے بیڈ پر بیٹھ گئی، اس کی رنگت ایکدم تاریک ہو گئی تھی، وہ پلکیں جھپک جھپک کر آنسو پیچھے دھکیل رہی تھی ایک سایہ سا اس کے چہرے سے لہرا کر گزر گیا۔

"تم نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا شاہ ویز خان، کیا تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا۔" وہ ٹرانس کی کیفیت میں تھی، شاہ ویز خان جانتا تھا یہ خود کلامی تھی۔

"کیا تم نے اسے دیکھا، عارلیش کیسی لگ رہی تھی، پاپا خوش ہیں؟ پلیز شاہ ویز مجھے بتاؤ۔" وہ تڑپ کر اس کی طرف بڑھی، شاید پہلی بار وہ خود قدم بڑھا کر اس کی طرف آئی تھی۔

"نہیں میں نے اسے نہیں دیکھا۔" شاہ ویز نے نارمل انداز میں کہا، اس کی ٹوٹ پھوٹ اسے بھی تکلیف میں مبتلا کر رہی تھی۔

"مجھے لے چلو شاہ ویز، میں ایک بار پھر پاپا سے معافی مانگ لوں گی، پلیز انکار مت کرنا، مجھے اپنی بہن کو اس روپ میں دیکھنا ہے۔" وہ تڑپ کر بولی۔

"میں تمہیں نہیں لے جا سکتا، وہ تمہیں مار ڈالیں گے اور ہر بار میں انہیں تم پر ظلم کرتا دیکھ کر خاموش رہوں یہ ضروری نہیں۔"

"مجھے پرواہ نہیں، پلیز مجھ پر یہ احسان کر دو میں ساری زندگی تمہارا یہ احسان نہیں بھولوں گی۔" وہ التجا کرتے کرتے سسک اٹھی تھی۔

"اوکے۔" شاہ ویز نے کہا اور باہر نکل گیا، اسے خود نہیں معلوم تھا کہ وہاں جا کر کیا ہوگا مگر بہر حال اس نے لیہا شاہ کے سامنے اقرار کر لیا تھا۔

☆☆☆

"لیہا۔" عمارہ شاہ جو لان میں کھڑی تھیں لیہا شاہ کو دیکھ کر دم بخود رہ گئیں۔

"مما!" وہ دوڑ کر ان کی طرف بڑھی مگر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب وہ دو قدم اس سے دور ہو گئیں۔

"اب یہاں کیا کرنے آئی ہو، اپنے پاپا کو مزید اذیت دینے جو داغ وہ اپنے دامن سے دھونے کی کوشش کر رہیں اسے ایک بار پھر گرد آلود کرنے آئی ہو۔" وہ رخ پھیر کر بولیں۔

"مما...... پاپا کدھر ہیں، ان کی نفرت نے مجھے کبھی سکون نہیں لینے دیا، مما مجھے اپنی آغوش میں لے لیں، یہ بھیانک خواب اپنی محبت سے میری زندگی سے نکال دیں، مجھے اس شخص کے ساتھ نہیں رہنا، مجھے اپنے گھر میں رہنا ہے اپنی مما اور پاپا کے ساتھ۔" اس نے روتے ہوئے دہلیز پکڑ لی تھی۔

"ہمیں مزید تماشہ مت بناؤ لیہا، اب کی بار تم ان کے سامنے آئی تو وہ تمہیں مار ڈالیں گے

ایہا، ان کی غیرت کو مت للکارو۔" عمارہ شاہ نجانے کیسے پتھر بنی ہوئی تھیں ورنہ بیٹی کی بے بسی ان کے سینے پر سانپ لوٹانے لگی تھی۔

"مما پلیز مجھے ایک بار عاریش سے ملنے دیں میں اسے دولہن کے روپ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔

"تمہیں کس نے اجازت دی اس دہلیز کو پار کرنے کی، کیوں آئی ہو تم یہاں۔" اتنے میں ریحان شاہ بھی آ گئے تھے، ان کے ہمراہ عاریش شاہ بھی تھی جو زرد اور سبز امتزاج کے سوٹ میں خود بھی سرسوں کا پھول لگ رہی تھی۔

"پاپا...... پلیز پاپا مجھے معاف کر دیں، میں نے کوئی گناہ نہیں کیا، آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ایک دن میں آپ سے جو مانگوں گی آپ مجھے دیں گے، پاپا اپنی معافی کی بھیک میرے دامن میں ڈال دیں۔" وہ ان کے قدموں سے لپٹ گئی تھی۔

"وہ وعدہ میں نے اپنی بیٹی سے کیا تھا مگر تم سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔" وہ بے لچک لہجے میں بولے۔

"تم ہماری عزت کی قاتل ہو، تم نے ہماری خاندانی اقدار کو پھلانگا ہے، تم نے میرے اعتماد کی دھجیاں بکھیر دیں، تم میری اولاد نہیں ہو، میری صرف ایک ہی بیٹی ہے عاریش شاہ، میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔"

"پاپا ایسا مت کہیں میں صرف آپ کی بیا ہوں، پلیز عاریش تم پاپا سے کہو مجھے معاف کر دیں، مجھے اپنے سینے سے لگا لیں۔" وہ ویسے ہی ان کے قدموں سے لپٹی تھی، اس کی گلوگیر آواز سے پورا عالم کانپ اٹھا تھا، پتھروں کے سینے میں بھی اس کی آہ و بکا سے دراڑیں پڑنے لگی تھیں مگر نجانے کیسے وہ پتھر دل انسان تھے، عاریش شاہ نے بغور اس دھول اڑاتی لڑکی کو دیکھا تھا، جو ریحان شاہ کے قدموں سے لپٹی تھی۔

"آخر میں نے تم سے سب چھین ہی لیا۔" نجانے وہ خود سے اعتراف کر رہی تھی یا اپنے عمل سے خود اپنے آپ سے بھی متنفر تھی۔

"اگر تمہیں میرا تھوڑا سا بھی خیال ہے اور چاہتی ہو تمہارا باپ کچھ دن اور گزار لے تو یہاں دوبارہ کبھی مت آنا ایہا۔" وہ تڑپ کر ان کے قدموں سے اٹھی تھی، ایک حیرت بھری نگاہ شاہ پیلس کی چمکتی دمکتی عمارت پر اور اس گھر کے نفوس پر ڈالی اور شاہ ویز خان کے ہمراہ گاڑی میں آ بیٹھی۔

صد شکر کہ شاہ پیلس مہمانوں کی موجودگی سے خالی تھا عاریش شاہ کی مہندی اور بارات کا فنکشن رائل پیلس میں منعقد تھا، وہ جس خاموشی سے آئی تھی اسی خاموشی سے واپس چلی گئی۔

☆☆☆

"سمجھ نہیں آتا بات کہاں سے شروع کروں، ہزاروں باتیں اور راز ایسے ہیں جن کو بے نقاب کرنا ضروری ہے، میرا ضمیر مجھے ہر روز انصاف کے کٹہرے میں لاتا ہے اور ندامت کے گھاؤ دیتا ہے، میں نے جو چاہا وہ پا لیا لیکن میرا قلبی اطمینان رخصت ہو گیا، میں نے اپنے حسد میں شاہ پیلس کو اجاڑ دیا۔"

"شاہ ویز علی خان آج اس حقیقت سے پردہ اٹھانا ضروری ہو گیا ہے، ایہا شاہ سچ کہہ رہی ہے وہ تمہیں کبھی جانتی ہی نہیں تھی، وہ واقعی ہی تمہارے ساتھ کسی تعلق کی خواہ نہیں تھی، اس نے ایک ایسے جرم کی سزا پائی جو اس نے کیا ہی نہیں، جو ذلت اس کے حصے میں آئی، وہ ناقابل برداشت ہے، وہ بہت معصوم، پاک اور خوبصورت شخصیت ہے، وہ میرے حسد کو کبھی سمجھ نہیں پائی اور

معصومیت کی بھینٹ چڑھ گئی۔"

"میری آنکھوں سے نیند کوسوں دور ہے، اس کی معصوم آہ نے میرا بہت دور تک پیچھا کیا ہے، اپنی محبت "شازم فاروق" پا لینے کے باوجود میں ناآسودہ اور غیر مطمئن ہوں، میں عاریش شاہ، ایہا شاہ کی بہن اس کی خوشیوں کی قاتل، اس کی ذلت کا باعث ہوں۔"

آج کافی عرصے کے بعد اس نے اپنا میل بکس چیک کیا تھا اور اس طویل تحریر نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی اور اس کو پڑھتے ہی آسمان اس کے سر پر ٹوٹ پڑا تھا عاریش نے بچپن سے لے کر اب تک ہر بات اس میل میں لکھ ڈالی تھی۔

وہ دوڑ کر اسٹڈی سے بیڈ روم میں گیا، ایہا شاہ بے خبر سو رہی تھی، وہ چوبیس گھنٹے اس کی آنکھوں کے سامنے تھی اس نے اسے کمپیوٹر یوز کرتے نہیں دیکھا تھا یقیناً یہ میل سچ تھا شاہ ویز کا دماغ بھک سے اڑ گیا، وہ یقین نہیں کر سکتا تھا کہ ایک بہن نے دوسری بہن سے حسد میں اتنا سب کچھ کر دیا، مگر اس پورے معاملے میں اس نے بھی تو کم اذیت نہیں دی تھی اس مخلص سی لڑکی کو۔

سب سے بڑا ظلم تو اس نے ہی کیا تھا، وہ بھی اس کا مجرم تھا، گو کہ سب کچھ انجانے میں ہوا۔

"اوہ میرے خدا یہ مجھ سے کیا ہو گیا۔" اس نے سر دونوں ہاتھوں پر گرا لیا، وہ بیڈ پر بے سدھ سوئی ایہا شاہ کے پاس بیٹھ گیا، اس کے چہرے سے پھوٹتے نور کے سامنے اسے اپنا وجود بہت سیاہ لگ رہا تھا۔

"اے پیاری لڑکی کیا تم مجھے معاف کر سکو گی، کیا تم میرے گناہ پر درگزر کر سکو گی، کاش یہ سب نہ ہوا ہوتا۔" اس کے مخروطی ہاتھ کو تھام کر اس نے اپنے ہونٹوں سے لگایا تھا اور وہ چھ فٹ کا مرد پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا تھا۔

☆☆☆

"شاہ ویز کہاں ہے آنٹی؟" اس نے بظاہر بڑے لاپرواہ انداز میں پوچھا تھا، مگر تشویش نے جھانک کر سر نکالا تھا۔

وہ کئی دنوں سے لاپتہ تھا، شاہ ویز ہاؤس میں تو اس نے قدم بھی نہیں ڈالا تھا، ایہا شاہ کو شاید اس سے لڑتے جھگڑتے دن گزارنے کی عادت ہو گئی تھی تب ہی اس نے کچھ چونک کر پوچھا۔

"کیا وہ آفس گیا ہے؟" عندلیب خان کی خاموشی پر اس نے اگلا سوال کیا۔

"نہیں وہ آفس نہیں جاتا، آپ کے انکل ان سے ناراض ہیں اور ان کو اپنے آفس اور جائیداد سے بے دخل کر رکھا ہے انہوں نے۔"

"کیوں؟" اس کی آنکھیں حیرت سے مزید پھیل گئیں۔

"کیونکہ انہوں نے آپ کے ساتھ آپ کی مرضی کے خلاف زبردستی رشتہ قائم کیا ہے، اس لئے میری جان۔" اس کے حیرت بھرے اس خوبصورت انداز پر انہیں جی بھر کر پیار آیا تھا۔

"آپ مجھ سے خفا ہیں؟" کسی خوف کے پیش نظر اس نے دریافت کیا۔

"نہیں...... لیکن آپ کو ایسا کیوں لگا، میں تو آپ سے بالکل بھی خفا نہیں ہوں۔" انہوں نے بہت محبت سے اسے جواب دیا۔

"آنٹی میں نے کبھی نہیں چاہا کہ میری ذات کسی کے لئے تکلیف کا باعث بنے، یہ آپ کا بڑا پن ہے کہ آپ نے ایسا کیا لیکن میں چاہوں گی آپ یہ معاملہ ختم کر دیں۔" اس نے دلی خلوص سے کہا تھا۔

''آپ فکر مت کریں ایہا، بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا خدا سے بہتر کی امید رکھیں۔'' عندلیب خان نے اسے تسلی وتشفی سے بہلانا چاہا۔

جواباً وہ ڈائننگ چیئر چھوڑ کر اپنے کمرے کا رخ کر گئی، عندلیب خان کی متاسف نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

☆☆☆

وہ تحیر سے آج بڑے دنوں بعد شاہ ویز خان کو دیکھ رہی تھی، یہ وہ شاہ ویز خان تو نہیں تھا جس کی پیشانی ہمہ وقت مغرور سی چمک سے روشن رہتی تھی، جس کے خدوخال لبوں پر قفل ہونے کے باوجود مسکراتے معلوم ہوتے تھے۔

متورم آنکھیں ملگجا حلیہ، بڑھی ہوئی شیو، آنکھوں میں دوڑتے سرخ ڈورے، چہرے پر رقم ندامت کی تحریر، جھکا سر، جھکی آنکھیں، وقت کی کون سی کج ادائی اس پر یہ نشان ثبت کر گئی، وہ اسے دیکھ رہی تھی مگر اس کی حالت کی وجہ نہیں پوچھ پائی تھی۔

''مجھے سزا دو لیہا، مجھے اس کرب کی سزا دو جو میں نے تمہارے حصے میں لکھ دیا۔'' وہ چھ فٹ کا مضبوط مرد اس نازک سی لڑکی کے سامنے سسک رہا تھا، ندامت کا بوجھ اس کے وجود کو جھکائے دے رہا تھا، ضمیر کا لعن طعن نے سکون سے رشتہ توڑ دیا تھا، کسی لڑکی کو برباد کرنے کا ظلم اسے زیست کے لمحوں پر بوجھ لگ رہا تھا۔

''تم بے قصور ہو، مجھے تمام حقیقت کا پتہ چل گیا ہے۔'' لیہا شاہ کے کندھوں سے بہت بڑا بوجھ اترا تھا، اس نے کھل کر سانس لیا تھا، کب سے سینے میں اٹکی سانس جیسے آزاد ہو گئی تھی۔

''میں نے تم سے کہا تھا میرا کوئی دوش نہیں مگر تم نہیں مانے۔'' وہ آنسوؤں کے درمیان بولی تھی۔

''میں مان گیا ہوں، میں بہت نادم ہوں۔'' آنسو پینے کی کوشش اس کی آواز بھاری ہو چلی تھی اور گلا رندھ گیا تھا۔

''کیا تمہاری یہ ندامت مجھے میرا نسوانی وقار لوٹا سکتا ہے، مجھے وہ ذلت بھلانے میں مدد کر سکتا ہے جو میرے پیاروں کے سامنے میرے ساتھ ہوئی، تمہارے ایک غلط فعل نے مجھ سے سب کچھ چھین لیا، اب کیا کروں میں تمہاری شرمندگی کا، کیسے کھرچ دوں یہ تذلیل اپنے زیست کے لمحوں سے بتاؤ مجھے جواب دو، تم نے مجھے برباد کر دیا شاہ ویز خان، میرے سینے میں خنجر گھونپ کر اب چاہتے ہو خون بھی نہ بہے اور تکلیف بھی نہ ہو، کیوں مجھے بھیڑ بکریوں کی طرح داغا جا رہا ہے، میں انسان ہوں، میری بھی ہمت و حوصلے کی ایک حد ہے، میرے اعصاب تھک گئے، مجھ سے اب اور نفرت برداشت نہیں ہوتی۔'' آخر میں وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

''میں تم سے وعدہ کرتا ہوں لیہا شاہ، جو میں نے تم سے چھینا ہے میں تمہیں وہ مقام عزت اور وقار ضرور لوٹاؤں گا، میں تم سے معافی طلب نہیں کر رہا، کیوں کہ میں جانتا ہوں جو دکھ میں نے تمہیں دیا ہے، اس کے آگے معافی جیسا لفظ بہت چھوٹا ہے، تم مجھے جو بھی سزا دو گی مجھے قبول ہو گی۔'' وہ اس کی نفرت برداشت کرنے کے لئے خود کو تیار کر رہا تھا۔

''مجھے تم سے نفرت بھی نہیں ہے شاہ ویز خان، کیونکہ یہ بھی تو ایک جذبہ ہی ہے، میں تمہیں اپنی نفرت کے بھی قابل نہیں سمجھتی۔'' اس نے ناگواری سے رخ موڑا، وہ خاموشی سے واپس مڑ گیا، جس سے شدید محبت کی جائے اس سے لاتعلقی قیامت بن کر برستی ہے، شاہ ویز خان کے

دل و دماغ میں بھی اذیت کا راج تھا جس کے ساتھ اسے زندگی بھر جینا تھا۔

☆☆☆

شاہ ویز خان نے شاہ پیلس کی دہلیز پکڑ لی تھی، اس نے سارا قصور اپنے سر لے کر اس کی بے گناہی ثابت کرنی چاہی تھی، اپنا تمام زعم، غرور اور بے نیازی بھلا کر وہ اب صرف اس لڑکی کے حق میں لڑ رہا تھا، اس نے ریحان شاہ کے قدموں کو پکڑ کر التجاء کی تھی وہ لیہا شاہ کو معاف کر دیں، مگر نجانے کیوں وہ اس کے الفاظ پر یقین کرنے کو تیار نہ تھے۔

اسے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا جاتا تھا مگر وہ ہمت نہیں ہارتا، وہ ہر روز ایک نئی امید کا جگنو ہتھیلی پر سجا کر اس لڑکی کی خوشیوں کا سودا کرنے جاتا مگر مایوس ہی پلٹ آتا، شاید قدرت ابھی اس پر مہربان نہ تھی۔

☆☆☆

وہ حواس باختہ سی گاڑی میں اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔

''بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے، تم مجھے اتنی عجلت میں کہاں لے جا رہے ہو۔'' کسی انہونی کے احساس سے اس کا وجود لرز اٹھا تھا۔

''لیہا شاہ پلیز کام ڈاؤن، ایوری تھنگ از آل رائٹ۔'' جب گاڑی شہر ایک پرائیویٹ اسپتال کے سامنے آئی تو اس کے قدموں تلے زمین سرک گئی۔

''چلو اندر۔'' شاہ ویز نے فرنٹ ڈور کھول کر اسے پکارا، مگر وہ خوف کی شدت سے سفید پڑ گئی تھی۔

''مجھے نہیں جانا اندر، اب مجھ میں اور دکھ سہنے کی ہمت نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کوئی انہونی کر دی تو...... تو میں...... سب کچھ تباہ کر دوں گی، اسے اب مجھے اس ڈراؤنی حقیقت سے آزاد کرنا ہو گا، اسے مجھ پر رحم کرنا ہو گا، میرے نصیب کی تاریکی کو اجالے سے دھونا ہو گا۔'' وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

''نا امیدی کی باتیں مت کرو، خدا بہت مہربان ہے لیہا اس سے رحم کی امید کرو تو وہ رحم کرتا ہے، خدا سے اچھا گمان رکھو۔'' شاہ ویز خان نے اسے ڈھارس بندھائی اور ہاتھ بڑھا کر اسے سہارا دیا اور وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا، آئی سی یو میں تشویشناک حالت میں ریحان شاہ لیٹے تھے۔

''تم نے دیکھا ایک اور امتحان میرا منتظر ہے، میرے پاپا کو اٹھاؤ، پلیز شاہ ویز، انہیں یہاں سے نکالو۔'' وہ صبر کھو چکی تھی وہ بری طرح بلبلا اٹھی تھی، اتنے میں عمارہ شاہ نے اسے بازوؤں میں بھینچا تھا۔

''لیہا میری بچی...... میری بیا۔'' وہ دیوانہ وار اسے چوم رہی تھیں اور ان کے محبت کے اس اظہار پر وہ دم بخود رہ گئی اور پھر اس نے مزید کچھ سوچنے کی کوشش نہیں کی، بس ممتا کی آغوش میں سما گئی، بیتے دنوں کی آہوں کو ان کے وجود کی گرمی سے پگھلانے لگی۔

''میں جانتی تھی بیا...... میری جان بے قصور ہے، ماں کا دل جانتا تھا، مگر پھر بھی حالات کے دھارے پر خود کو چھوڑ دیا، مجھے معاف کر دو بیا۔'' وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

''پلیز مما، ایسی باتیں کر کے ہمارے رشتے کی بے تکلفی اور احترام کم مت کیجئے، جو ہوا میں تو اسے آپ کے آنچل میں سمٹتے ہی بھول گئی ہوں، آپ نے اپنی بیا کو اپنا لیا، اس کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری حقیقت نہیں۔'' اس نے تڑپ کر انہیں جواب دیا۔

ریحان شاہ اسٹڈی میں اپنے دل سے رازو نیاز میں مگن تھے دنیا کے سامنے جتنے بھی سنگی بنتے، آخر ایک باپ کا دل بھی سینے میں دھڑکتا تھا، جو اصولوں سے بغاوت کرتا تھا اور روزانہ لیہا شاہ کی معصوم صورت ان کی آنکھوں میں بھر دیتا تھا، ہر رات چپکے چپکے اس کی یادوں سے دامن بھگو کر خود کو اگلے دن کے مصائب برداشت کرنے کے قابل بناتے تھے، کل رات بھی وہ اپنی اسی کار گزاری میں محو تھے جب عاریش شاہ کی بے وقت آمد نے انہیں چونکا دیا۔

ان سے وہاں بیٹھنے کی اجازت طلب کرنے کے بعد جس حقیقت سے اس نے انہیں روشناس کروایا تھا، وہ ناقابل بیان تھی، وہ بس ٹکر ٹکر اس کی روتی شکل دیکھتے رہے پھر اچانک ان کے سینے میں جان لیوا درد اٹھا تھا اور تکلیف کے احساس سے وہ دوہرے ہو گئے تھے۔

ان کی بگڑتی حالت کے پیش نظر عاریش شاہ کے حواس جھنجنا اٹھے تھے وہ دوڑ کر عمارہ شاہ کو بلا لائی اور وہ فوراً انہیں ہاسپٹل لے آئی تھیں، انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا، ہوش میں آتے ہی انہوں نے لیہا شاہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

ان کی اس خواہش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے شاہ ویز خان اسے ہاسپٹل لایا تھا، جہاں عمارہ شاہ نے اسے تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔

چوبیس گھنٹے آئی سی یو میں رہنے کے بعد انہیں روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا اور ہوش میں آتے ہی انہوں نے لیہا کو اپنے پاس بلایا تھا، شاہ ویز خان اسے چھوڑ کر جا چکا تھا وہ دوڑ کر ان کے سینے سے لگ گئی۔

''پاپا کچھ مت کہیے گا، میں آپ کے چہرے پر ندامت کے سائے برداشت نہیں کر سکتی، ہمارا رشتہ اس دنیا کا سب سے خوبصورت اور استحقاق رکھنے والا ہے، جو کچھ ہوا وہ حالات کی گردش تھا پاپا، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیا ہمیشہ خوش رہے تو پلیز گزشتہ یادوں سے دامن چھڑا لیں۔'' ان کی تشویشناک حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے انہیں کچھ بھی بولنے سے منع کر دیا تھا، لیہا شاہ کی پیشانی کو چوم کر انہوں نے دوبارہ اسے بانہوں میں بھر لیا، بعض اوقات خاموشی وہ الفاظ ادا کر جاتی ہے جو ہم زبان سے ادا نہیں کر سکتے اور ان کی دوریوں کے لمحات کے بھید خاموشی سے ہی تو چرائے تھے۔

☆☆☆

''میں زندہ نہیں رہنا چاہتی بیا، نجانے کیسے انسانیت کے درجے سے گر کر میں نے یہ عمل کر دیا، مجھے اپنا آپ بہت چھوٹا لگتا ہے مما، پاپا نے تو ہمیشہ ہمیں ایک جیسا پیار دیا ہے پھر نجانے یہ تنہائی اور حاسدانہ سوچ کیسے میرے اندر پنجے گاڑ گئی، میں بہت شرمندہ ہوں بیا۔'' عاریش شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ سما جائے۔

''یہ تو نصیب کی بات ہے عاریش، تم خود کو قصور وار مت ٹھہراؤ، شاید میرے ساتھ یہی ہو[نا] تھا، اس طریقے سے نہ ہوتا تو کسی اور طریقے سے ہو جاتا، تم سے نفرت کر کے مجھے کیا ملے گا، شا[ہ] پیلس کے درودیوار میں جو ادھورا پن اتر آیا ہے [وہ] بسیرا کر جائے گا ہمیشہ کے لئے، میں نے بہت کوشش کی عاریش کہ میں تم سے منفی رویہ اختیار کر سکوں مگر میں چاہ کر بھی ایسا نہیں کر پائی، میرے دل میں تمہارے لئے کوئی میل نہیں، پھر بھی میرے کہہ دینے سے تمہاری تسلی ہوتی ہے [تو] عاریش، میری جان میں نے تمہیں معاف کیا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے بہت عام سے انداز میں کہا جواباً وہ اس کی بانہوں میں بکھر گئی، ایک درد جو چاروں طرف احاطہ کیے بیٹھا تھا، لیہا شاہ کے

وجود میں برچھی لگی تھی مگر وہ ضبط کر گئی تھی، اس کا جرم اتنا چھوٹا تو نہیں تھا کہ اتنی آسانی سے معاف کر دیا جاتا، مگر اسے ریحان شاہ کا خیال تھا، اسے عمارہ شاہ کا خیال تھا، وہ خود تکلیف کے درد سے آگاہ تھی تو پھر کسی اور کے حصے میں یہ بے چینی کیسے دے دیتی، زندگی کے ان حسین لمحات سے وہ ماضی کا درد بھول جانا چاہتی تھی۔

☆☆☆

''آپ نے کیا سوچا ہے شاہ ویز کے بارے میں۔'' ریحان شاہ نے لیہا سے پوچھا۔ وہ ہسپتال سے سیدھی اپنے باپ کے گھر آئی تھی اور دوبارہ سے اپنی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

''سوچنا کیا ہے؟'' اس نے بک بند کی اور نظریں جھکا کر بولی۔

''وہ آپ کے فیصلے کا منتظر ہے۔'' ریحان شاہ کی سوالیہ نظریں اضطراب سے بھری بیٹھی لیہا شاہ پر تھیں۔

''تو پھر وہ انتظار کرے۔'' اس نے بے زاری سے کہا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئی۔

☆☆☆

''تمہاری غلطی کا ایک پس منظر ہے، ایک غلط فہمی سے یہ بات شروع ہوئی تب اس صورت حال کا جو مناسب حل لگا تم نے کیا، تمہیں غلط گائیڈ کیا گیا، اگر اس نے سب کو معاف کر دیا ہے تمہیں اسے کچھ نہ کچھ فیصلہ سنانا چاہیے۔'' وہ اس بجھے بجھے شخص کی دلجوئی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''اس کی خاموشی بہت تکلیف دیتی ہے ارحم ایک طویل تکلیف اور درد کا عندیہ سناتی ہے۔'' ایک پھیکی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

''لیکن تمہیں اس طرح چپ چاپ انتظار نہیں کرنا چاہیے، مثبت یا منفی کسی بھی طرح کے رویے کی وضاحت اسے کرنی ہو گی۔'' وہ حقیقتاً سوگوار تھا۔

''میں کیسے جاؤں اس کے سامنے، گزشتہ تمام واقعات میرے دل و دماغ پر نقش ہو گئے ہیں۔'' اس نے بے بسی سے سر ہاتھوں پر گرایا۔

''وہ سب کی نظروں میں سرخرو ہو گئی ہے، انکل نے تمہیں واپس بلا لیا ہے، میرے خیال میں اگر تم لیہا سے اس طرح سے کسی پیش رفت کے منتظر ہو تو امید رکھنا اچھی بات ہے مگر یوں اپنے اسٹیٹس کو نظر انداز مت کرو، آفس کی طرف توجہ دو۔'' ارحم نے اس کا دھیان بٹانا چاہا۔

''ہاں شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' شاہ ویز خان نے کہا اور تیار ہونے کی غرض سے واش روم گھس گیا۔

''اور پلیز اپنے حلیے کو درست کر کے آنا ورنہ تیری حالت کا راز تیرا پورا اسٹاف جان جائے گا۔'' آخر میں ارحم نے زور سے ہانک لگائی اور ماحول پر چھایا بوجھل پن کم کرنا چاہا۔

☆☆☆

''وہ آپ سے نہیں ملنا چاہتی۔'' عمارہ شاہ نے کسی قدر شرمندگی سے کہا اور لاؤنج میں سجے صوفوں میں سے سنگل پر براجمان ہو گئیں۔

''اگر آپ کو برا نہ لگے تو کیا میں خود اس سے مل سکتی ہوں۔'' عندلیب خان نے اجازت طلب کی، عمارہ شاہ نے ریحان شاہ کی طرف سوالیہ نگاہیں مرکوز کی تھیں، انہوں نے نجانے کیا سوچ کر مثبت جواب دیا تھا۔

''لیکن آپ اس پر کسی قسم کا دباؤ مت ڈالیے گا، ہم اب اس کے فیصلے کے برخلاف کوئی ردعمل ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔'' ریحان شاہ نے شائستگی سے کہا۔

"آپ فکر مت کریں ریحان بھائی، ہم اس پر کوئی زور زبردستی نہیں کریں گے۔" شیراز خان نے فوراً عندلیب کی مدد کی تھی۔

اور پھر عمارہ شاہ کی رہنمائی میں وہ اس کے کمرے تک چلی آئیں، انہیں دروازے کے سامنے پہنچا کر عمارہ شاہ واپس مڑ گئیں اور عندلیب نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔

تمام حالات سلجھ چکے تھے اور سب کچھ واپس اپنے معمول پر رواں دواں ہو گیا تو شیراز خان اور عندلیب اپنی بہو کا فیصلہ جاننا چاہتے تھے۔

جو بھی ہوا شاہ ویز کی چاہتوں سے وہ دونوں باخبر تھے، وہ اس کے دل کے والہانہ جذبے سے واقف تھے، اب وہ کس طرح ضبط کے مراحل طے کر رہا تھا وہ بخوبی سمجھ سکتے تھے، ایہا شاہ کی کمی نے اس کی ذات کو کس قدر متاثر کیا تھا کوئی بھی پہلی نظر دیکھتے ہی سمجھ سکتا تھا، تبھی تو وہ شاہ پیلس چلے آئے تھے۔

شاہ پیلس کے مکینوں نے ان کا پرتپاک استقبال کیا تھا، مگر ایہا شاہ نے ان سے ملنے سے معذوری ظاہر کر دی تھی تب ہی عندلیب کو خود اس کے دروازے تک آنا پڑا تھا۔

ہلکی سی دستک پر ایہا شاہ نے بڑھ کر دروازہ کھولا تھا اور عندلیب کو سامنے پا کر ششدر رہ گئی۔

"آپ......" وہ زیرِ لب بڑبڑائی، اسے امید نہیں تھی وہ خود چلی آئیں گی، ندامت کے احساس سے وہ چور سی ہو گئی۔

"تم اپنے رویے پر حق بجانب ہو، مگر میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"جی۔" اس نے اجازت دی اور بیٹھنے کے لئے بیڈ پر جگہ بنائی۔

"ایہا بیٹا! شادی دو خاندانوں کے ملن کا نام ہے اور سب سے نازک ڈور سے بندھا رشتہ ہے، آپ کے گھر والے کس طرح مانے ہم نہیں جانتے، شاہ ویز نے کہا ہے کہ حقیقت بھی بتائے گا تو ایک بار پھر تمہیں تکلیف ہو گی لہٰذا ہم خاموش ہیں، وقت حالات یا انسان جو بھی قصور وار ہے لیکن بہرحال اب آپ شاہ ویز کی قانونی اور شرعی طور پر بیوی ہیں، وہ آپ سے کسی قسم کی زور زبردستی نہیں چاہتا اور آپ کے فیصلے کا منتظر ہے، اگر آپ اس سے علیحدگی اختیار کرنا چاہتی ہو تو بھی ہم تینوں نفوس آپ کے فیصلے کا احترام کریں گے اور شاہ ویز کے بارے میں غلط مت سوچیے گا، اس نے ہمیں نہیں بھیجا، ان فیکٹ اسے تو معلوم ہی نہیں کہ ہم یہاں ہیں۔" انہوں نے لمحہ بھر توقف کیا شاید وہ سانس لینا چاہتی تھیں۔

"ایہا آپ ایک بات جان لیں میرا بیٹا آپ کے بغیر بہت تنہا ہے، اس کی آنکھوں کی اداسی میں، میں نے آپ کی تصویر دیکھی ہے، اس نے اپنے دل کی تمام شدتوں سے آپ کو چاہا ہے مگر وقت نے کبھی اظہار کا موقع نہیں دیا، آپ جو بھی فیصلہ کریں اس کے نتائج کو ایک بار ضرور سوچ لیجیے گا، اس میں نقصان کس کا ہے، انجانے میں ایک بار پھر خسارے کا سودا مت کر لیجیے گا۔" رندھے ہوئے لہجے میں کہتے ہوئے وہ آخر رو پڑیں وہ خود کشمکش کا شکار تھی تو انہیں کیا جواب دیتی۔

"اور ہاں کل ہم نے آپ کی فیملی کو ڈنر پر انوائیٹ کیا ہے، ضرور آنا، فکر مت کرو شاہ ویز آج کل لندن گیا ہوا ہے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواباً وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

☆☆☆

"ایہا تم اپنے والدین کو لاؤنج میں لے کر

چلو میں ذرا گاڑی پارک کروا دوں۔" اگلے دن ریحان شاہ اور عمارہ شاہ کے بے حد اصرار پر وہ ان کے ہمراہ شاہ ویز ہاؤس آ گئی تھی اور وہ مطمئن تھی کیونکہ شاہ ویز خان گھر پر نہیں تھا۔

"چلیں مما۔" وہ ان کی رہنمائی کرنے لگی عندلیب نے یہ جان بوجھ کر کیا تھا۔

"کیا ہوا ہے آپ کچھ اپ سیٹ لگ رہی ہیں۔" انہیں سست سا دیکھ کر عمارہ شاہ نے استفسار کیا۔

"بس رات کو ان کا بلڈ پریشر شوٹ کر گیا تھا تو طبیعت کچھ خراب ہے۔" جواب شیراز خان نے دیا تھا جو ان کی آمد پر بے حد خوش تھے۔

"آپ رہنے دیں میں دیکھ لیتی ہوں۔" انہیں مختلف لوازمات اٹھا اٹھا کر ٹیبل پر رکھتے دیکھ کر بالآخر اس نے کہہ ہی دیا۔

"او کے بیٹا۔" عندلیب نے خوشدلی سے اجازت دی۔

"آنٹی خانسامہ کہاں ہے؟" کچن کو خالی پا کر اس نے پوچھا، ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ برسوں سے یہیں رہتی ہو۔

"بیٹا وہ دو دن کی چھٹی پر ہے۔" کھانا باہر سے تیار کروایا ہے۔

اس نے کھانے سے فراغت کے بعد برتن سمیٹے اور ملازمہ کو کچن صاف کرنے کی ہدایت دے کر خود لاؤنج میں چلی آئی جہاں تمام جملہ افراد خوش گپیوں میں مگن تھے۔

"میں نے اوپر کے روم کی انٹرئیر ڈیزائننگ دوبارہ کروائی ہے، تم دیکھنا چاہو گی؟" عندلیب نے کہا۔

"نہیں بس ٹھیک ہے۔" وہ جھجک گئی۔

"دیکھ لو بیٹا، آپ کی آنٹی اتنے پیار سے کہہ رہی ہیں۔" ریحان شاہ نے سرزنش کی تو وہ ناچار اٹھ کر اوپر چلی آئی، چند لمحے اِدھر اُدھر گھومنے کے بعد وہ شاہ ویز خان کے کمرے کی طرف چلی آئی، دروازہ بند تھا، نجانے کیوں اس کے قدم وہیں تھم سے گئے تھے۔

اس نے اضطراری انداز میں دروازہ کھولا اور قدم بڑھا دیئے کمرے میں گھپ اندھیرا تھا، اسے عجیب سی گھبراہٹ کا احساس ہوا تھا، ایہا شاہ نے بڑھ کر لائٹ آن کی، تمام کمرہ روشنی سے بھر گیا۔

ہر چیز بالکل ویسے ہی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی حتیٰ کہ بے حد قیمتی والز میں لگے سفید پھول بھی وہی تھے جو اب اپنی رنگت اور تازگی کھو چکے تھے۔

اچانک اس کی نظر بیڈ پر اوندھے لیٹے شاہ ویز خان پر پڑی تھی۔

"ایک اور دھوکہ۔" شدید غصے کی لہر اس کے وجود سے سرائیت کر گئی۔

"مجھے یہاں آنا ہی نہیں چاہئے تھا۔" اس نے کلس کر سوچا، مگر اسے یوں بے سدھ پڑے دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا، جو روشنی کی وجہ سے ہوئی تبدیلی پر بھی مزاحمت نہیں کر رہا تھا، اس نے آگے بڑھ کر اس پر سے کمبل کھینچا تھا، وہ ہلکا سا کسمسا کر سیدھا ہوا۔

"یہ کیا حرکت ہے ارحم۔" وہ کراہ کر بولا تھا ساتھ ہی آنکھیں بھی کھولی تھیں۔

"تم؟" اسے دیکھتے ہی وہ برق رفتاری سے اٹھ بیٹھا تھا۔

"تم نے پھر مجھے یہاں دھوکے سے بلوایا ہے دھوکے باز ہو تم۔" وہ تنفر سے سر جھٹکتی غصے سے کمرے سے باہر نکلنے والی تھی جب اس نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔

"یہ سب کیا ہے ہٹو میرے راستے سے۔"

''میں تمہیں رکنے کے لئے نہیں کہہ رہا لیکن پلیز دو منٹ اس کمرے میں میرے ساتھ بیٹھ جاؤ، شاید میرے ترستے دل کو سکون مل جائے اور تم یہاں کیسے ہو یہ بات میں خود نہیں جانتا۔'' آنکھوں میں بولتی بے بسی اس کے لہجے میں کہیں زیادہ اہم تھی اور نجانے کیوں وہ مان گئی تھی۔

''کیا میں تمہارا نام لے سکتا ہوں۔'' شاہ ویز خان نے بڑی معصومیت سے پوچھا تھا اور ایہا شاہ جھنجلا اٹھی تھی۔

''اے پیاری لڑکی یہ شخص جو ہارا ہوا ہے جس نے بے چینیاں اپنے دل میں سمو لی ہیں یہ شخص آپ سے بے حد پیار کرتا ہے، اس نے آپ کے والد کے قدموں میں گر کر آپ کے بے گناہی کا اعتراف کیا ہے، یہ شخص ساری زندگی آپ کی یاد میں تڑپنے کے لئے تیار ہے، جیسا آپ نے کہا تھا بالکل ویسے ہی ہو رہا ہے وہ بے چین ہے، وہ نادم ہے، وہ خطا وار ہے۔'' وہ بہت احترام سے اسے اپنے دل کی حالت بتا رہا تھا، شاہ ویز خان اسے پہلے سے بے حد کمزور نظر آ رہا تھا، اس کی ہمہ وقت مسکراتی آنکھوں کے دیپ بہت مدہم دکھائی دے رہے تھے، اس کی شکست کے اثرات اس کے خوبصورت خدوخال میں گھر کر گئے تھے، اس کی حالت کی حقیقت اس سے سوا کیا تھی کہ وہ شخص سچ کہہ رہا تھا۔

''میں واپس آنے کے لئے نہیں کہوں گا، مگر مجھے آپ کی ضرورت ہے۔'' اس کی آنکھوں میں آس تھی۔

''آپ کو مجھ سے نہیں اس لڑکی سے محبت ہے جس سے آپ نے پہلی بار فون پر بات کی جس سے نو ماہ آپ کا تعلق رہا، میں تو بس ایسے ہی بیچ میں آ گئی، یہ دوسرا رشتہ میں نہیں برقرار رکھ سکتی۔'' اس کی سنہری آنکھیں موٹے موٹے آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔

''نہیں یہ سچ نہیں ہے، مجھے نہیں معلوم کہ کی بورڈ پر کس لڑکی کی انگلیاں میرے لئے جواب لکھتی تھیں، مجھے نہیں معلوم کہ کس لڑکی کی آواز پہلی بار میرے کانوں نے سنی، مجھے بس اتنا معلوم ہے کہ میرا روح کا رشتہ ہے، اس لڑکی کے ساتھ جس کا نام ایہا شاہ ہے، جس کی تصویر میرے دل میں ہے، جس کی پسند ناپسند اور عادت سب سے مختلف ہیں، میں اقرار کرتا ہوں میں نے صرف آپ سے پیار کیا ہے صرف آپ سے۔'' وہ تڑپ کر اس کے شکوک وشبہات کی وضاحت کر رہا تھا اس نے بے چینی سے اس کے ہاتھ تھامے تھے اور ایہا شاہ اچھل کر رہ گئی، اسے بے حد تیز بخار تھا اس کے آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔

''آپ کو بخار ہے۔'' اس نے الجھ کر پوچھا۔

''ہاں شاید۔''

''یہ شاید کیا ہوتا ہے، واقعی ٹمپریچر ہے۔'' وہ لمحوں میں پریشان ہو اٹھی۔

''کاش میں آپ کو روک پاتا۔'' اس نے بڑی آس سے خواہش کی تھی۔

''آپ مجھے روکیں گے نہیں تو میں رکوں گی کیسے۔'' اس کے دل نے لمحوں میں فیصلہ کیا تھا۔

''مطلب...... یعنی کہ تم...... اوہ مائی گاڈ تھینک سوچ ایہا۔''

''جن لوگوں سے میں پیار کرتی ہوں وہ مجھے ہیا کہتے ہیں۔''

''مجھے معلوم ہے۔'' وہ شرارت سے مسکرایا۔

''آں، کیسے؟'' وہ حیران ہوئی۔

''عاریش نے بتایا تھا۔'' وہ سر کھجا کر بولا۔

وہ اس وقت یہ ذکر کرنا نہیں چاہتا تھا مگر پھر بھی وہ ان کے بیچ آ گئی تھی، ایہا شاہ نے رخ موڑ لیا تھا۔

''تم صرف میری ہیا ہو، صرف یہ بات یاد رکھو باقی سب کچھ بھول جاؤ، تم نے مجھے معاف کر دیا ہے نا۔'' اس کے ہاتھ تھام کر وہ مشکوک سا بولا، جواباً وہ چند لمحے اس کے دلکش خدوخال دیکھتی رہی اور پھر اس کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

''یہ ٹاپک اب ہمارے بیچ کبھی نہیں آئے گا۔'' اس نے نرمی سے کہا اور اتنے خوبصورت جواب پر وہ نہال ہو اٹھا تھا، فوراً بازوؤں کے گھیرے میں لے کر اسے اپنی وفاؤں کا یقین دلایا تھا۔

''میں تم سے وعدہ کرتا ہوں ہیا، آئندہ تمہیں کبھی دکھ نہیں دوں گا، تمہارے یقین کو کبھی نہیں توڑ دوں گا، تم بہت عظیم لڑکی ہو جو تم نے سب گناہ معاف کر دیئے۔'' اس کا چہرہ اپنے سامنے لاتے ہوئے اس نے ایک جذب سے کہا۔

''اگر میں کسی کو معاف نہ کرتی تو بھی اس نفرت کی آگ میں مجھے ہی جلنا تھا شاہ ویز، عاریش نے جو کیا وہ اس کا فعل تھا اس سے تعلق توڑ کر میں اس کی ذات سے کہیں زیادہ اپنے والدین اور اپنی ذات کو نقصان پہنچاتی، بہت دن ہم نے دوریوں میں گزار دیئے کدورتوں اور کثافتوں میں گزار دیئے میں مزید اپنوں سے دور نہیں رہ سکتی تھی۔

شاید آج پہلی بار اس نے کھل کر شاہ ویز خان کے سامنے اپنے جذبوں کا اظہار کیا تھا۔

''وہ سب آ چکے ہیں مادام، تو یہ انسان؟'' اس نے شرارت سے اس کی لٹ کھینچی۔

''یہ بھی تو میرا ہے۔''

اس نے برجستہ جواب دیا تو شاہ ویز خان نے بے ساختہ اس کے بالوں کو اپنے لبوں سے چھوا تھا، وہ اس کی بے پناہ قربت پر بری طرح پزل ہوئی تھی۔

''آپ بہت خراب ہیں، بچوں کی طرح کرتے ہیں، تھوڑے سے دن میں پاس نہیں تھی اور کتنے ویک ہو گئے ہیں اور طبیعت بھی خراب کر لی۔'' وہ سچ مچ بیویوں کی طرح لڑ رہی تھی۔

''اب تم آ گئی ہو نا تو میرا خیال رکھا کرنا۔''

''اب یہ کام بھی میں کروں۔''

''نہیں تم بس میرے پاس رہنا باقی کام میں خود کر دوں گا۔'' وہ معصومیت سے بولا۔

''بہت غلط ہیں آپ۔'' وہ جھینپ کر مسکرائی اور اس کے ہمراہ لاؤنج میں آ گئی، باقی تمام افراد کو بھی تو یہ خوبصورت تبدیلی اور خوشخبری سنانا تھی، ایہا شاہ بے حد خوش تھی۔

محبت سچی ہو تو اسے منزل ضرور ملتی ہیں اور محبتیں تو اپنی جگہ خود بنا لیتی ہیں، شاہ ویز خان کی محبت کو بھی ایہا شاہ نے اپنے دل میں پایا، جب اس نے اپنے من کو ٹٹول کر دیکھا تو وہاں اس کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

جب قدرت نے اس کا جوڑ شاہ ویز خان کے ساتھ بنایا تھا تو پھر وہ کیسے اس رشتے کو توڑتی اور اس نے جب سب کو معاف کر دیا تھا تو پھر اس شخص کو کیسے سزا دیتی جس کا وجود خود اس کے دل کا چین تھا، ہے نا محبت بھرا بھید۔

☆☆☆